:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا محمد ہارونؒ
■ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادگان
■ تاج محل پر تنازع
■ اخبار جہاں، بزنس، روزگار، کیریئر
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں
■ نسل پرستی کا بڑھتا رجحان

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 42 مورخہ ۹ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بد ترین آلودگی

”اس فیصلے میں صرف فروخت پر پابندی لگائی گئی ہے، پٹاخے کے استعمال پر نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پٹاخے پہلے سے ہوں یا وہ دہلی کے باہر سے خرید کر لایا ہو تو پٹاخہ استعمال کر سکتا ہے، اگر اس فیصلے کا مطلب لوگوں نے یہی سمجھ لیا تو فیصلے کا کوئی اثر دہلی کی دیوالی پر نہیں پڑے گا اور سپریم کورٹ کا فیصلہ ایک طرح سے تماشہ بن کر رہ جائے گا“۔ (نقیب ۱۶ر اکتوبر ۲۰۱۷ء)

بین السطور کے اسی کالم میں احقر نے جس خدشہ کا اظہار کیا تھا، وہ دہلی میں دیوالی کے موقع سے یقین میں بدل گیا، عدالت کے اس فیصلے کی عملی طور پر دھجیاں اڑائی گئیں، اور پولس خاموش تماشائی بنی رہی، پولس خاموش تماشی اس لئے بنی رہی کہ پابندی پٹاخے کی بکری پر تھی، پٹاخے پھوڑنے اور اس کے استعمال پر نہیں، عدالت دہلی کو فضائی آلودگی سے بچانا چاہتی تھی، پابندی کا مقصد یہی تھا، لیکن مقصد سے صرفِ نظر کر کے اسے اذان کی آواز سے جوڑنے کی کوشش کی گئی اور مذہبی بنیادوں پر بھڑکانے والے اس قدر بیانات آئے کہ الامان والحفیظ۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ کی رپورٹ کے مطابق دیوالی کی رات گذرنے کے بعد دہلی میں آلودگی کا اشاریہ 351 درج کیا گیا، جو بدترین آلودگی کا مظہر ہے، معاملہ صرف دہلی کا ہی نہیں ہے، برطانوی ادارے لسنٹ میڈیکل جنرل نے ہندوستان کو دنیا کا آلودہ ترین ملک قرار دیا ہے، رپورٹ کے مطابق آلودگی کا معاملہ اس قدر خطرناک ہے کہ آبی، فضائی اور ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہونے والوں کی تعداد دنیا بھر میں ہونے والی جنگوں، اور بھوکمری سے مرنے والوں سے زیادہ ہے، عالمی پیمانے پر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۱۵ء میں دنیا بھر میں نوے لاکھ افراد ماحولیاتی آلودگی کے شکار ہوئے اور اپنی جان گنوا بیٹھے، آلودگی سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد کے اعتبار سے بھی ہندوستان پہلے نمبر پر ہے، معلوم اعداد وشمار کے مطابق صرف ۲۰۱۵ء میں ہندوستان میں پچیس لاکھ افراد آلودگی کی وجہ سے موت کے منہہ میں چلے گیے، جو زندہ، ہیں ان کا حال یہ ہے کہ ہر چوتھا شہری اس آلودگی سے متاثر ہے، چین اس معاملہ میں ہم سے پیچھے ہے اور اس کے یہاں آلودگی سے مرنے والے کی تعداد ۲۰۱۵ء میں اٹھارہ لاکھ تھی، اس کے بعد نمبر آتا ہے بنگلہ دیش شمالی کوریا، جنوبی سوڈان، ہیٹی افریقی اور جنوبی ایشائی مما لک کا، جن کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ مما لک آلودگی کے بارے میں حساس نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کو اس حوالہ سے اذیت کا سامنا ہے۔

اسلام نے پانی اور ماحولیات کو آلودگی سے بچانے کے لیے واضح احکام دیے ہیں، چنانچہ سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ڈالنے سے منع کیا؛ تاکہ رات میں ہاتھ کے ادھر ادھر جانے کی وجہ سے جو جرثومے ہاتھ میں لگ گئے ہوں گے ان سے پانی کو آلودہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے؛ جمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے روکا گیا، تاکہ کنویں، تالاب اور جھیل میں جمع شدہ پانی کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے اور وہ انسان، جانور سب کے استعمال کے قابل رہ سکے، بیڑی سگریٹ، گانجہ، بھانگ وغیرہ کے استعمال کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا، کیوں کہ اس کے استعمال سے خارج شدہ دھنواں اور فضلات ماحول اور ہوا کو مسموم اور زہریلا بنا دیتے ہیں، مُردوں کی تدفین کی ایک بڑی حکمت انسانی جسم کے احترام کے ساتھ فضا کو آلودگی سے بچانا بھی ہے، اسی طرح راستے، گاؤں کے چوپال، سیر وتفریح کی جگہوں پر بھی بول وبراز، پیشاب پاخانے سے منع کیا گیا اور اسے لعنت کا سبب قرار دیا گیا، حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دو ایسی چیزوں سے بچو جو لعنت کا سبب ہیں، ارشاد فرمایا: وہ دو لعنت کے کام لوگوں کے راستے یا سایہ حاصل کرنے کی جگہ میں پاخانہ اور پیشاب کرنا ہے۔

غیر ضروری شور وغل اور لغویات سے پرہیز کا حکم دیا، زور سے بولنے تک کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا، چلنے میں اعتدال اور آواز کو پست رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ صوتی آلودگی سے بچا جا سکے، اونچی آواز ہونے کی وجہ سے گدہے کی آواز کو بُری آواز قرار دیا گیا، اسلام نے ماحول کو صاف ستھرا اور پاک صاف رکھنے پر زور دیا، صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا، درخت لگانے کی تلقین کی، اور بے ضرورت درختوں کے کاٹنے سے منع کیا، خلاصہ یہ کہ جب پوری دنیا ماحولیات کے مسئلہ پر خاموش تھی تو اسلام نے اس مسئلہ کو مرکز توجہ بنایا اور مسلمان جہاں جہاں گیے اس کو عملی طور پر ساتھ لے گئے، آج اسلام کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے مسلم محلوں میں گندگیاں دیکھی جاتی ہیں، ہمیں عملی طور پر آلودگی دور کرنے کی جد وجہد میں حصہ لینا چاہیے، یہ انسانی تقاضہ بھی ہے اور شریعت کا مطالبہ بھی۔

نازی فرمان

راجستھان میں بی جے کی حکومت ہے اور وسندھرا راجے وہاں کی وزیر اعلیٰ ہیں، ان کا خونی رشتہ سندھیا گھرانے سے ہے، سندھیا گھرانے کی حکومت ۱۷۹۴ء سے ۱۸۲۷ء تک گوالیار میں تھی، دولت رائے سندھیا اس حکمراں خاندان کے سربراہ تھے، وسندھرا راجے، اچھی طرح جانتی ہیں کہ وہ ۲۰۱۷ء میں جی رہی ہیں، ۱۸۱۷ء میں نہیں، جب ان کے خاندان کی حکومت تھی اور جب ان کے آباء واجداد گوالیار حکومت میں سیاہ وسفید کے مالک ہوا کرتے تھے، اب ہندوستان میں بشمول راجستھان شخصی حکومت نہیں، جمہوری حکومت ہے، یہاں نازی فرمان قابل قبول نہیں ہو سکتا، لیکن وسندھرا راجے اس حقیقت کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، انہوں نے اپنے تازہ آرڈی ننس میں واضح کر دیا ہے کہ کسی بھی جج، مجسٹریٹ یا اہل کار کے خلاف سرکار سے منظوری لیے بغیر کسی طرح کی جانچ نہیں کی جا سکتی، اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی افسر اپنی ڈیوٹی کے دوران لیے گیے فیصلے کی وجہ سے جانچ کے دائرے میں نہیں آئے گا، صرف کوڈ آف کرمنل ۱۹۷۷میں ملوث افسر پر حکومت 180 دن کے اندر مقدمات چلانے کی اجازت دے گی اور اگر اس مدت میں حکومت نے اجازت نہیں دی تو اس مدت کے گذرنے کے بعد اجازت مان لی جائے گی، اس آرڈی ننس کے سلسلے میں حکومت کی دلیل یہ ہے کہ ایماندار افسر کو بچانے کے لیے یہ آرڈی ننس لایا گیا ہے، تاکہ افسران بے خوف ہو کر کام کریں، حزب مخالف اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کر رہا ہے، کہ جب ۲۳ر اکتوبر سے اسمبلی کا اجلاس ہونے والا تھا، پھر حکومت کو ایسے آرڈی ننس لانے کی جلدی کیا تھی، آخر حکومت اس آرڈی ننس کے ذریعہ کس کو بچانا چاہتی ہے، اور چار سال حکومت کرنے کے بعد وسندھرا راجے کو اس آرڈی ننس کے لانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ان چار سالوں میں سرکاری کرمچاریوں نے اتنی بدعنوانیاں اور اتنے گھوٹالے کیے کہ ان کو بچانے کے لیے وزیر اعلیٰ کے سامنے اس سے محفوظ کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔

کرمنل لا راجستھان امنڈمنٹ آرڈی ننس 2017 کے نام سے جاری اس آرڈی ننس میں میڈیا کی آزادی کو بھی سلب کر لیا گیا ہے، آرڈی ننس میں کہا گیا کہ ذرائع ابلاغ کسی بھی جج، مجسٹریٹ، سرکاری افسران کا نام یا پہچان اس وقت تک جاری نہیں کر سکتا ہے، جب تک سرکاری طور پر نام اور پہچان کے اعلان کی اجازت پہلے سے نہ لی گئی ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی اخبار میں کسی سرکاری کارکن کے بارے میں کچھ چھاپتا ہے، یا ٹی وی پر نشر کرتا ہے تو وہ وسزا کا مستحق ہوگا، اس قانون کی خلاف ورزی کی اجازت عدالت کے جج صاحبان اور تھانہ کے ذمہ داروں کو بھی نہیں ہوگی، اس آرڈی ننس کی وجہ سے بغیر اجازت لیے تھانہ میں اف آئی آر درج نہیں کرایا جا سکتا اور نہ کوئی مجسٹریٹ کسی بھی ایسے شخص کے خلاف جانچ کا حکم دے سکے گا، جو پہلے بھی جج، مجسٹریٹ یا سرکاری کرمچاری تھا، آرڈی ننس میں خلاف ورزی کرنے والے افراد کو سزا کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔ آرڈی نینس کے مطابق دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے، اتنے وسیع تحفظ کے نتیجے میں تو ہر سرکاری کرمچاری آزاد ہو جائے گا۔

پورا ہندوستان اس آرڈی ننس پر سوال اٹھا رہا ہے کہ کیا جمہوری حکومت میں ایسے کسی آرڈی ننس کی گنجائش ہے، جبکہ ماضی کی روایت یہ رہی ہے کہ جو سرکاری افسران اور کارکنان اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں یا وقت پر اپنا کام پورا نہ کرتے ہیں، ان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے، اور کسی بھی شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے خلاف اف آئی آر درج کرائے، عدالت میں اس پر بحث ہوتی ہے اور جج اس کے خلاف فیصلے سناتے ہیں اور سزا بھی دی جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وسندھرا راجے کو عوامی دخل اندازی حکومت کے کام کاج میں پسند نہیں، اس لیے اس نے شکایت کرنے، جانچ کروانے اور کرمچاریوں کے خلاف فیصلے سنانے کے سارے دروازے بند کر دیے ہیں، اور عوام کو نوکرشاہی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے، ایسے میں پہلے سے بدعنوانی میں ملوث افسران کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ اس راستے میں تیزی سے آگے بڑھتے جائیں گے۔ آرڈی ننس پر جو سوالات اٹھائے جا رہے ہیں، اس کی بنیاد پر راجستھان حکومت نے بل پر مزید غور کرنے کے ارادے سے اسمبلی میں اسے نہیں پیش کیا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آرڈی ننس کالعدم ہو گیا، بلکہ وہ اپنا کام کرتا رہے گا، جب تک یہ بل اسمبلی سے پاس نہ ہو جائے، یہ عوام کی آزادی کے گلے گھونٹنے کی تیاری ہے، یہ صرف دفعہ 156 اور 190 کو بدلنے کی تیاری نہیں ہے۔

بلا تبصرہ

”عورتوں کی عصمت دری کے واقعات کی جس طرح باڑھ آئی ہوئی ہے، اسے قابو میں کرنے کے لیے بلا تاخیر قدم اٹھانا ضروری ہے، جرائم پیشوں کے نشانے پر خاص طور پر بچیاں، اسکولی طالبات اور نوعمر لڑکیاں ہیں، مجرموں کے حوصلے اتنے بلند ہیں کہ گذشتہ دنوں ایک عورت کی آبروریزی میں ناکام ہونے پر وہ حیوانیت پر اتر آئے اور اس نے عورت کو ایسی چوٹ پہونچائی جس سے اس کی موت ہوگئی، یہ افسوسناک صورت حال ہے کہ طالبات کے ساتھ آبروریزی ان کے اسکول کے ساتھی ہی انجام دے رہے ہیں۔“

(اداریہ: دینک جاگرن ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۷)

بین السطور

طلب اور ہوس

”طالب اس زمانہ میں گویا مفقود ہیں، اول تو کسی کو یاد خدا کا خیال ہی نہیں ہوتا، بلکہ ان باتوں کو بدعت کہہ کر لوگوں کو ہٹاتا ہے، کوئی کہتا ہے ترقی سے مانع ہیں، اب اگر کسی کو توجہ ہوئی تو طلب نہیں ہوتی، ہوس ہوتی ہے، جس طرح کوئی شخص کسی چیز کو عمدہ سمجھ کر خواہش کرتا ہے، اسی طرح اس کی بھی خواہش بعض کرتے ہیں، طلب اور ہوس میں بڑا فرق ہے، طالب کسی وقت محنت سے نہیں تھکتا اور وہ محنت اسے گراں نہیں معلوم ہوتی، دوسری بات یہ ہے کہ وہ حصول طلب سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔“

(قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

رشتہ داروں کو ان کا حق دیجئے

فآت ذا القربى حقه والمسكين و ابن السبيل، ذلك خير للذين يريدون وجه الله، و أولئك هم المفلحون (الروم:۳۸) سو (اے مخاطب) رشتہ دار کو اس کا حق دیا کرو اور اسی طرح مسکین اور مسافر کو، یہ ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے، جو اللہ کی رضا کے طالب رہتے ہیں، اور یہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں۔

وضاحت: اللہ رب العزت نے اس دنیا میں لوگوں کے درمیان دولت کے اعتبار سے فرق رکھا ہے، کسی کو دولت سے نوازا، بے حساب مال وزر کے انبار لگا دیئے اور کسی کو مفلس ومحتاج رکھا۔ یہ اس لئے نہیں کہ دولت کو اپنے نزدیک محبوب ومبغوض ہونے کا معیار قرار دیا ہو بلکہ ایک تو امتحان وآزمائش مقصود ہے کہ آیا جس بندہ کو مال دیا وہ فخر وغرور میں ڈوب کر بے جا اسراف میں تو نہیں مبتلا ہو جاتا ہے اور جس کو نہیں دیا وہ اپنی مفلسی وبے چارگی پر صبر کرنے کے بجائے شکوہ وشکایات اور بے صبری کا مظاہرہ تو نہیں کرتا ہے، دوسرے اس کے ذریعہ انسانوں کے آپسی تعلقات ومحبت کو استوار کیا کہ انسان کی ضرورت دوسرے انسان ہی کے ذریعہ پوری کرانے میں دونوں کے درمیان محبت وتعلق کا رشتہ مضبوط ہوتا رہتا ہے، ورنہ اللہ تعالی ہر بندہ کو مالدار بنا کر ایک دوسرے سے مستغنی فرما سکتا تھا، نزول قرآن کے زمانہ میں جب اللہ تعالی نے ضرورت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا تو کفار ومشرکین نے اعتراض کیا کہ اللہ تعالی ہی جس کو کھلانا نہیں چاہتا ہے اس کو ہم کیوں کھلائیں، ہم کیوں ایسے لوگوں پر خرچ کریں، جن کو اللہ نے ہی غریب بنایا ہے۔ (دیکھئے سورہ یسین: ۴۷) کفار کا یہ اعتراض عبث ولایعنی تھا۔ اس لئے کہ اللہ نے ہماری معاشیات کا نظام خود بنایا ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ کس کے لئے دولت اور کس کے لئے فقر بہتر ہے، چنانچہ انسانی معاشرہ میں باہم انسانی رشتوں کو مضبوط کرنے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے، خرچ کا سب سے زیادہ مستحق عزیز واقارب کو قرار دیا گیا، تاکید کے ساتھ اللہ تعالی نے فرمایا "فآت ذا القربى حقه" مولانا عبد الماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں "لفظ حق بہت قابل غور ہے، ہر صاحب جائداد کے مال میں یہ سب کے "حق" مقرر ہو گئے ہیں، ان کی ادائگی خود اپنے لئے سود وبہبود کے لحاظ سے واجب ہے، یہ دوسروں کو دیتے رہنا ان پر کوئی احسان کرنا اور منت رکھنا نہیں" (تفسیر ماجدی) دوسرے فقراء ومساکین کے مقابلہ میں رشتہ داروں کے حق کو اولیت وترجیح دی گئی ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات میں جہاں کہیں مستحقین کا ذکر ہے، وہاں رشتہ دار کا ذکر پہلے آیا ہے پھر دیگر مستحقین کا، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ اگر کوئی صدقہ دوسرے شخص کو دے اس حال میں کہ خود اس کا رشتہ دار محتاج ہو تو اس کا وہ صدقہ قبول نہیں ہوگا "قال مجاهد لا تقبل صدقة من أحد و رحمه محتاجة" (تفسیر قرطبی) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک باندی کو آزاد کر دیا، آپ ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا آزاد کرنے کے بجائے اپنے نانیہالی رشتہ دار کو دیدیتیں تو زیادہ بہتر ہوتا۔ (تفسیر قرطبی) نیز آپ ﷺ نے رشتہ داروں پر خرچ کرنے اور ان کو صدقہ دینے پر دوہرے اجر کی خوشخبری سنائی، ارشاد ہے۔ "إن الصدقة على المسكين صدقة و إنها على ذى الرحم اثنتان صدقة و صلة" (المستدرک للحاکم، کتاب الزکاۃ رقم الحدیث: ۱۴۷۶)

بعض لوگ اپنے رشتہ داروں کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ ہمارا خیال نہیں رکھتا، ہماری مخالفت اور دشمنی کرتا رہتا ہے تو پھر میں اس کا کیوں کر خیال رکھوں اور اس سے کیوں تعلقات بناؤں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے کہ اس کے رشتہ دار تو قطع رحمی کریں اس کے باوجود وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ "عن ابن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ ليس الواصل بالمكافئ و لكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها" (صحیح بخاری، باب لیس الواصل بالمکافئ، رقم الحدیث: ۵۶۴۵) اس لئے کہ یہ تو ہر ملنے جلنے والوں اور دوست واحباب کے ساتھ ہوتا ہے کہ آپ اچھا سلوک کریں گے تو دوسرا بھی آپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا یہ بدلہ کے طور پر ہوا جبکہ رشتہ داروں کا معاملہ اس سے الگ ہے وہ محض رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ہمارے حسن سلوک کے مستحق ہیں چاہے وہ دشمنی ومخالفت پر اڑے ہوئے ہوں، اس کے باوجود ہمیں حکم ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان کی مخالفت ودشمنی اس سلسلہ میں ذرہ برابر بھی رکاوٹ نہ بنے، صلہ رحمی کرنے والوں کو آپ ﷺ دنیوی فائدے کی بھی خوش خبری سنائی ہے ارشاد ہے جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو، اور دنیا میں اس کے آثار قدم تادیر رہیں (یعنی عمر دراز ہو عمر میں برکت ہو) تو وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی یعنی اچھا سلوک وبرتاؤ کرے۔ "عن أنس رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سره أن يبسط له رزقه أو ينسأ له في إثره فليصل رحمه" (صحیح بخاری، باب من أحب البسط فی الرزق، رقم الحدیث: ۱۹۶۱، الصحیح لمسلم، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، رقم الحدیث: ۶۶۸۸، واللفظ للبخاری) جہاں یہ خوش خبری وبشارت سنائی گئی وہیں اللہ کے رسول ﷺ نے رشتہ وناطہ کو توڑنے والوں، رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک وبرتاؤ کرنے والوں کے لئے یہ وعید بھی سنادی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی کرنے والا یعنی ان کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ "عن جبير بن مطعم رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ لا يدخل الجنة قاطع" (الصحیح لمسلم، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، رقم الحدیث: ۶۶۸۵ والصحیح للبخاری، باب إثم القاطع، رقم الحدیث: ۵۶۳۸) ایک روایت میں اس سے بھی زیادہ سخت وعید آئی ہے، (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

سلام کے الفاظ:

سلام کے الفاظ کیا ہیں؟ اگر کوئی شخص سلامُ علیکم، یا سلاملیکم، یا سلاما لکم کے ذریعہ سلام کرے تو سلام کی سنیت ادا ہوگی یا نہیں اور اس کا جواب دینا ضروری گا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سلام کے سلسلہ میں دو طرح کے الفاظ منقول ہیں، ایک ہے سلامٌ علیکم، یہ فرشتوں کا سلام ہے، جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلامٌ عَلَيْكُم طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْن (سورة الزمر: ۷۳)

اہل جنت جب جنت میں داخل ہونے لگیں گے تو داروغہ جنت کہیں گے، سلامٌ علیکم

دوسرا ہے "السلام علیکم" یہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سارے انبیاء اور ان کے متبعین کا سلام ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی تخلیق کے بعد کہا جاؤ اور فرشتوں کی جماعت جو وہاں بیٹھی ہے، ان کو سلام کرو اور فرشتے جو جواب دیں ان کو غور سے سنو کیوں کہ وہی تمہارا سلام ہوگا، اور تمہاری ذریت (اولاد) کا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حکم الٰہی کی تعمیل میں فرشتوں کی مقدس جماعت کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب دیا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، **عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال خلق الله آدم على صورته طوله ستون ذراعا، فلما خلقه قال اذهب فسلم على اولئک نفر من الملئكة جلوس فاستمع ما يحيونک فانها تحيتک وتحية ذريتک، فقال، السلام عليكم، فقالوا السلام عليک ورحمة الله (صحيح البخارى ۲/ ۹۱۹، باب بدء السلام)**

سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان ہی الفاظ کے ساتھ سلام کی تعلیم دی ہے، جس پر دس نیکیاں ملتی ہیں، اس کے ساتھ ورحمۃ اللہ بڑھا لیا جائے تو بیس اور وبرکاتہ کا لفظ بڑھا لیا جائے تو تیس نیکیاں ملتی ہیں، **عن عمران بن حصين أن رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليكم فرد عليه ثم جلس فقال النبى صلى الله عليه وسلم عشر، ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فرد عليه فجلس فقال عشرون ثم جاء اٰخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه فجلس فقال ثلثون، رواه الترمذى ۲/ ۹۸، باب ما ذكر فى فضل السلام.**

سلام کے الفاظ بس یہی ہیں جن کو صحیح تلفظ کے ساتھ سیکھنا سکھانا اور بولنا ضروری ہے ان کے علاوہ سلام علیکم (میم کے جزم کے ساتھ) یا سلاملیکم، یا سلامالیکم جیسے الفاظ غلط ہیں، ان الفاظ سے سلام کرنے پر نہ تو سلام کی سنیت ادا ہوگی اور نہ ہی اس کا جواب دینا ضروری ہوگا۔

لا يجب رد سلام عليكم بجزم الميم (در مختار) فى الظهيرية: ولفظ السلام فى المواضع كلها. السلام عليكم أو سلام عليكم بالتنوين، وبدون هذين كما يقول الجهال لا يكون سلاما (رد المحتار ۹/ ۵۹۶ كتاب الحظر والاباحة)

سلام کا جواب بالکل آہستہ دینا:

کچھ لوگ سلام کا جواب اتنا آہستہ دیتے ہیں کہ سلام کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ سلام کا جواب دیا ہے یا نہیں، کیا اس طرح جواب دینا کافی ہو جائے گا اور وجوب ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سلام کا جواب ایسے طور پر دینا ضروری ہے، جس سے سلام کرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ نزدیک ہو تو سلام کا جواب زور سے دے جس کو وہ سن لے، اور اگر وہ دور ہے یا نزدیک ہے لیکن کان کا بہرہ ہے (کچھ اونچا سنتا ہے) تو زبان سے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اشارہ بھی کر دے جس کو وہ سمجھ سکے ورنہ جواب کافی نہیں ہوگا، اور نہ ہی وجوب ذمہ سے ساقط ہوگا۔

واسماع رده واجب بحيث لو لم يسمعه لا يسقط هذا الفرض عن السامع حتى قيل لو كان المسلم أصم يجب على الراد أن يحرک شفتيه ويريه بحيث لو لم يكن أصم لسمعه. (رد المحتار ۹/ ۵۹۳، كتاب الحظر والاباحة)

دو آدمیوں کا ایک دوسرے کو بیک وقت سلام کرنا:

دو آدمیوں کی ملاقات ہوئی سلام میں پہل کی غرض سے دونوں نے ایک دوسرے کو ایک ساتھ سلام کیا، سوال یہ ہے کہ جواب ہو گیا یا دینا ہوگا۔

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ دونوں نے ایک ساتھ سلام کیا تو دونوں کو ایک دوسرے کے سلام کا جواب دینا ہوگا؟ دونوں کا سلام ہی جواب میں کافی نہ ہوگا؟ **واذا التقيا فأفضلهما يسبقهما، فان سلما معا يرد كل واحد (رد المحتار ۹/ ۵۹۶)**

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\30.10.2017 Naqueeb.inp 06/04/39 01:03 & PAGE 3 (1,1)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۹/صفرالمظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰/اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

فکری یلغار

قدیم زمانے میں لڑائیاں جسمانی طاقت وقوت، چستی پھرتی اور حکومتوں کی فوجی منصوبہ بندی کے ذریعہ ہوا کرتی تھیں، مقابلہ آمنے سامنے کا ہوتا تھا، اور جیت ہار کا فیصلہ فوجوں کی شکست پر ہوا کرتا تھا، لیکن اب لڑائیاں آمنے سامنے نہیں ہوتی ہیں؛ سائنسی ترقیات نے اس طریقۂ کار کو از کار رفتہ کر دیا ہے، اب تو آسمان سے آگ برستا ہے، سمندر کے راستے بحری بیڑے چلتے ہیں، اور پل بھر میں دشمن کے ٹھکانوں کو نیست ونابود کر کے واپس ہو جاتے ہیں، جن کے پاس نیوکلیائی ہتھیار ہیں، ہلاکت خیز میزائیل ہیں، ان کی زد میں دنیا کے بیشتر ممالک ہیں اور وہ بھبھکیاں دے دے کر کمزور ملکوں کا جینا حرام کیے ہوئے ہیں، لیکن یہ چھوٹی جنگ ہے اور یہ زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا کرتی ہے۔ لیکن جنگ کا ایک دوسرا میدان انتہائی وسیع ہے، اس میدان میں توپ، میزائیل، ٹینک، گولے بارود نہیں ہوتے، بلکہ اس لڑائی میں فکری یلغار ہوتی ہے، انتہائی منظّم اور غیر معمولی منصوبہ بند، اس حملہ کے اثرات کھیت، کھلیان، گھر، مکان اور دوکان پر نہیں پڑتے، سیدھے سیدھے دل، دماغ، عقل وشعور پر پڑتے ہیں، دل کی دنیا بدل جاتی ہے، سوچنے کا انداز بدلتا ہے، اور اس تبدیلی کے اثرات صدیوں تک جاری رہتے ہیں اور نسل کی نسل تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، اس تباہی کے نتیجہ میں ارتداد کی وہ لہر پیدا ہوتی ہے جو کچھ دن تک تو نظر نہیں آتی، لیکن گذرتے ایام کے ساتھ اس کا مشاہدہ عام ہو جاتا ہے، ہر کوئی کھلی آنکھوں اسے دیکھ سکتا ہے، قوموں کی تاریخ میں یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے، اس لیے کہ اس یلغار سے مذہبی اقدار، خیالات ومعتقدات سب کے سب برباد ہو جاتے ہیں اور فاتح وہ قرار پاتا ہے جس نے دل ودماغ کی دنیا بدلنے کا کام کیا ہے۔

فکری یلغار کا یہ سلسلہ آج سے نہیں زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے، ہندوستان کی حد تک اس کا آغاز مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا، انگریزوں کے عہد میں فکری یلغار کا یہ سلسلہ دراز ہوا، لارڈ میکالے نے ایک ایسی تعلیمی پالیسی غلام ہندوستان کو دیا، جس کی وجہ سے ایک ایسا طبقہ وجود میں آیا جو رنگ ونسل کے لحاظ سے تو ہندوستانی تھا، لیکن اس کا ذوق، ذہن اخلاق اور فہم وفراست انگریزوں کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، یہی وہ چیز تھی جس کو ختم کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دار العلوم دیوبند قائم کیا اور یہ فکر بخشی کہ ہمیں ایک ایسی نسل تیار کرنی ہے؛ جو دیکھنے سننے اور رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہو، لیکن اس کے جسم میں دھڑکتا دل اور عقل وشعور ایمانی واسلامی پانی سے سیراب کیے گیے ہوں، اور ان کی تربیت اس نہج پر کی گئی ہو کہ ان پر اللہ کا رنگ غالب آگیا ہو اور اللہ کے رنگ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے، یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا۔ الحمد للہ حضرت نانوتویؒ کا یہ فیضان جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

عصر حاضر میں اس سلسلہ کو سب بڑا خطرہ تعلیم کے بھگوا کرن سے ہے، جس کی تیاری تقریبا مکمل ہے اور بہت جلد مرکزی حکومت نئی تعلیمی پالیسی کے نام سے اسے رائج کرنے والی ہے، اس پالیسی کے نتیجے میں اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور ان رسومات کو اسکولوں میں رائج کیا جائے گا جو ایمانی اور اسلامی بنیادوں کو متزلزل کرنے والے ہوں گے، ان مثالی انسانوں کی زندگی کو نصاب تعلیم سے نکال باہر کیا جائے گا، جنہوں نے اس ملک کو اخلاقی اقدار سے مالا مال کیا اور جو یہاں کی تہذیبی شناخت سمجھے جاتے ہیں۔

عالمی سطح پر اسلام کے خلاف فکری یلغار امریکہ، اس کے حلیف ممالک اور مغرب کی طرف سے ہو رہا ہے، اور اب اس نے عالم عربی میں اپنی جگہ بنانی شروع کر دی ہے، اس کے لیے امریکہ نے عالم اسلام کے قلب سعودی عرب میں اپنی آفس کھول رکھی ہے، اس کا مقصد سعودی عرب میں رائج نصاب تعلیم کا جائزہ لے کر دینی کتابوں سے تشدد پر مشتمل مواد کو خارج نصاب کرنا ہے، وہابی تحریک انگریزوں کے مخالف رہی ہے اس لیے سعودی عرب کے نصاب سے وہابی تحریک کے ذکر کو حذف کر دینا ہے، ائمہ، علماء اور نوجوانوں کی معتدل تربیت کا نظم اب وہائٹ ہاؤس کی نگرانی میں کیا جائے گا، تا کہ ایک اعتدال پسند نسل کو وجود میں لایا جائے، جو عقال، عبا اور چوغہ پہنتی ہو لیکن اس کا دل ودماغ امریکہ وبرطانیہ کے افکار واقدار میں گروی ہو، اور اس کے معتقدات اسلام سے میل نہ کھاتے ہوں، یہ سب محض خیالات نہیں ہیں، امریکی وزیر خارجہ ریکس ٹیلرسن Rex Tillerson نے سعودی عرب کے دورہ کے بعد Scot Berry کے سوالات کے جوابات میں حال ہی میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے اور ۱۷/جولائی ۲۰۱۷ء کے الخلیج الجدید نے وہابی ازم سے نمٹنے کے لیے سعودیہ میں نصاب تعلیم کی تبدیلی پر ملک سلمان اور صدر ٹرمپ کے اس معاہدہ کی حقیقت بیان کی ہے۔

اس طرح سموئیل ماری نیوس زویمر (Samuel Marinus Zwemer) نے بیسویں صدی کے اوائل میں ہی اعلان کر دیا تھا، کہ ہم نے اسلامی ممالک کے نظام تعلیم پر اپنا کنٹرول کر لیا ہے، زویمر کے ساتھ کرومر (Cromer) بھی اس مہم میں شریک رہا ہے اور مصر کی تعلیمی نظام اور تربیتی اقدار کو تبدیل کرنے میں اس نے کلیدی کردار ادا کیا ہے، مصر کے بعد ترکی ان کا بڑا ہدف رہا، خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد اسلامی نظریات اور طریقوں کو جس طرح وہاں سے حکومتی سطح پر بے دخل اور نیست ونابود کرنے کی کوشش کی گئی وہ تاریخ کا بدترین باب ہے۔ اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ ترکی کا ''مرد بیمار'' ہوش میں آگیا ہے، اور تدریجا وہاں اسلامی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو رائج کرنے کی کوشش جاری ہے، ترکی وزارت تعلیم نے اپنے نصاب سے غیر اسلامی چیزوں کو نکالنا شروع کر دیا ہے، مکتب کا نظام جس پر زمانہ دراز سے پابندی تھی اب وہاں پھر سے کام کرنے لگا ہے۔

پوری دنیا کے مسلمان یہ سوچ کر پریشان ہو رہے ہیں کہ سعودی عرب جہاں ہمارا قبلہ وکعبہ ہے، اور جس کی طرف رخ کر کے ہم عبادت کرتے ہیں، وہ بڑی تیزی سے اپنا قبلہ مغرب کو بناتا جا رہا ہے اور امریکہ کے چشم وابرو پر ایسے ایسے عجیب وغریب فیصلے کر رہا ہے کہ عقل حیران ہے، شاعر کا ایک شعر نوک قلم پر آگیا۔

ای تماشہ گاہ عالم روئے تو — تو کجا بہر تماشہ می روی؟

مشترکہ انتخاب

وزیر اعظم نریندر مودی جی کی خواہش ہے کہ ایسا سسٹم ڈولپ کیا جائے کہ پارلیامنٹ اور اسمبلیوں کے انتخابات ایک ساتھ کرائے جاسکیں، اس سلسلے میں نیتی آیوگ نے بھی مختلف سیاسی پارٹیوں کے ساتھ گفت وشنید کر کے ایک رائے قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے، ان تمام کوششوں کے باوجود بظاہر ایسا نہیں لگتا کہ ۲۰۱۹ء کے الیکشن میں ایسا کچھ ممکن ہو سکے گا، الیکشن کمیشن وسائل کی حد تک اس کی تیاری میں لگا ہوا ہے، لیکن یہ کام آسان نہیں ہے، اس لیے کہ ایک ساتھ انتخاب کرانے کے لئے اٹھائیس لاکھ ووٹنگ مشین اور اتنے ہی تعداد میں وی وی پی اے ٹی مشین کی ضرورت ہوگی، افرادی قوت یعنی انتخاب کرانے والے عملے کی تعداد بھی کم از کم 1.60 کروڑ ہونی چاہیے، تب کہیں جا کر یہ بیل منڈھے چڑھ پائے گی، دونوں انتخاب ایک ساتھ کرانے کے لیے عوامی نمائندہ قانون میں تبدیلی کے ساتھ آئین کے آرٹیکل 76,172,85,83 اور 356 میں ترمیم کرنی ہوگی اور کم از کم پندرہ ریاستوں سے اس کی منظوری ضروری ہوگی، یعنی جی اس ٹی نافذ کرنے کے لیے پارلیامنٹ اور اسمبلیوں کو جن مرحلے سے گذرنا ہوا تھا، مشترکہ انتخاب کے لیے بھی ان تمام مراحل سے گذرنا ہوگا۔

اس مشترکہ انتخاب کے کچھ فائدے ہیں اور کچھ نقصانات، فائدہ تو یہ ہے کہ سرکاری کارندوں کا بہت سارا وقت اور توانائی جو باری باری انتخابات میں صرف ہوتی ہے، اسکولوں میں تعلیم کا نقصان ہوتا ہے، دفتر میں سارے کام کاج انتخابات کی وجہ سے ٹھپ پڑ جاتے ہیں، عوامی زندگی گاڑیوں کی آمد ورفت بند ہونے اور ان کے سرکاری کام کے لیے جمع کرا لینے کی وجہ سے سخت پریشانیوں سے دو چار ہوتی ہے، یہ سب مختصر وقت میں نمٹا لیا جائے گا، پیسے کم خرچ ہوں گے، توانائی کم لگے گی اور ایک ہی بار میں انتخاب کی ساری گرمی نکل جائے گی، اور آئندہ پانچ سالوں تک اطمینان سے کام کاج چلتا رہے گا، بظاہر یہ بہت اچھی تجویز معلوم ہوتی ہے، اور اس کے فائدے جان کر اطمینان ہوتا ہے، لیکن اس مشترکہ انتخابات کے نقصانات بھی سخت ہیں، کیوں کہ اس شکل میں مرکزی حکومت کے قیام پر توجہ مبذول رہے گی اور ریاستی انتخابات ضمنی ہو کر رہ جائیں گے، ریاست کی ضرورت اور مسائل پر گفتگو کم ہوگی، چھوٹی پارٹیوں کے لیے اپنے ہدف کا حصول نسبتا مشکل ہوگا، اور ریاستیں پس ماندگی کی حالت میں چلی جائیں گی، جداگانہ انتخاب میں جب اسمبلی انتخاب ہوتا ہے تو ہر بڑی اور چھوٹی پارٹی کی توجہ کا مرکز صرف اور صرف ریاستیں ہوا کرتی ہیں، ان کے مسائل پر کھل کر گفتگو ہوتی ہے، یہ مقصد مشترکہ انتخاب میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ انتظامی دشواریوں اور ریاست کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے ۲۰۱۹ء کے انتخاب میں تو ایسا ممکن نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ ۲۰۲۴ء میں اسے دو مرحلوں میں نافذ کیا جا سکے، لیکن یہ سب کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ ۲۰۱۹ء میں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، کنول پھر سے کھلتا ہے، یا پنجہ لہراتا ہے، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں، آپ بھی انتظار کیجئے۔

ٹیپو سلطان

شیر میسور ٹیپو سلطان شہید کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے اس ملک میں جد وجہد، آزادی کی بنیاد رکھی اور ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا، ان کی جرأت وشجاعت اور بہادری کے قصے آج بھی زبان زد خاص وعام ہیں، ان کی زبان سے نکلا یہ جملہ کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے'' محاورہ بن چکا ہے اور نہ جانے کتنے لوگوں کو اس نے اولوالعزمی اور بہادری کا سبق پڑھایا ہے، وہ ایک بے مثال حکمراں تھے، اور ملک کے ہندو مسلم باشندوں کا بڑا خیال رکھتے تھے، تعصب سے پاک ان کی حکومت میں اعلیٰ مناصب پر ہندو فائز تھے، انہوں نے مندروں کو جاگیریں عطا کی تھیں، نذرانے دیے تھے، تاریخ کی کتابوں میں ان کے عہد حکومت کے واقعات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

لیکن بُرا ہو ہندوانہ ذہنیت کا جو ہندوستان کی پوری تاریخ بدلنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہے، اس کو تاج محل مندر نظر آتا ہے اور اس کے توڑنے تک کی باتیں اخبارات میں آرہی ہیں، جذبات سے مغلوب ہمارے بعض مسلم قائدین بھی اس پر پہلا ہتھوڑا مارنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں، اسی طرح شخصیتوں کو بھی مجروح کرنے کا عمل جارہی ہے، ٹیپو سلطان کی کردار کشی کی جارہی ہے اور ایک بڑے طبقہ میں غلط فہمیاں پھیلانے کا کام منصوبہ بند انداز میں ہو رہا ہے۔

اسی درمیان صدر جمہوریہ رامناتھ کووند نے ٹیپو سلطان کی تعریف میں چند جملے کیا کہہ دیے کہ فرقہ پرستوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا، موقع تھا کرناٹک قانون ساز کونسل اور اسمبلی سکریٹریٹ کے ساٹھ سال مکمل ہونے کا، تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے بولتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں سے لڑتے ہوئے ہیرو جیسی موت پائی اس نے دفاعی میدان میں بعض ایسی ایجادات کیں جس سے آگے چل کر میزائیل بنانے کی راہ ہموار ہوئی، ان چند جملوں کو لے کر بی جے پی ہنگامہ کر رہی ہے کہ ریاستی حکومت نے صدر کے عہدہ کا غلط استعمال کیا ہے، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ ریاستی حکومت نے یہ تقریر تیار کی تھی اور صدر جمہوریہ کے سکریٹریٹ نے جائزہ لے کر اس کی منظوری دی تھی، ظاہر ہے سکریٹریٹ کے اہل کاروں کے دل ودماغ میں بھی ٹیپو سلطان کا وہی کردار محفوظ تھا جو حقیقی تھا، چنانچہ ان لوگوں نے اس میں ترمیم نہیں کی اور صدر جمہوریہ نے اپنی تحریری تقریر میں اس کو پیش کر دیا، اس کو کہتے ہیں سچائی وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

eb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\30.10.2017 Naqueeb.inp 06/04/39 01:03 A PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ

مولانا محمد ہارونؒ

: ایڈیٹر کے کے سے

مولانا محمد ہارون بن عبدالرؤف بن رحیم بخش بن امید علی نے ۵/ستمبر ۲۰۱۷ء مطابق ۱۳/ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ بروز منگل بوقت ۱/بجے دن اپنے آبائی گاؤں رانی پور ضلع مدھوبنی میں جان جان آفریں کے سپرد کردی، ۱۳/جولائی سے طبیعت زیادہ خراب تھی، علاج ومعالجہ کے لیے پٹنہ لایا گیا، لیکن مرض اور تکلیف میں اضافہ ہی ہوتا رہا، ساری قوتیں جو علامت زندگی کی ہوتی ہیں ساتھ چھوڑنے لگیں اور بالآخر وقت موعود آگیا، نماز جنازہ ۶/ستمبر کو مولانا سعید احمد قاسمی نقشبندی مہتمم مدرسہ نور السلام تجوید القرآن سنگا چوری نے پڑھائی اور رانی پور کے قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا مرحوم کی ولادت ۱۹۴۲ء میں دربھنگہ ضلع کے رانی پور، بنی پٹی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم رانی پور میں حاصل کرنے کے بعد نظرا مڈل اسکول موجودہ ضلع مدھوبنی میں درجہ پانچ تک تعلیم پائی، عربی تعلیم کے لیے مدرسہ حسینیہ دار العلوم پروہی بسفی مدھوبنی میں داخلہ لیا، عربی کی ابتدائی تعلیم کا آغاز یہیں سے کیا، پھر مدرسہ امدادیہ دربھنگہ جانا ہوا، جلالین شریف تک کی تعلیم یہاں پائی ۱۹۶۴ء میں دار العلوم مئو ناتھ بھنجن اعظم گڈھ یوپی سے سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا محمد مسلم صاحب شیخ الحدیث سے بخاری شریف کا درس لیا۔ مولانا مرحوم کے نامور اساتذہ میں حافظ اختر حسین، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب صاحب نظام الفتاویٰ، مولانا یار محمد صاحب پرسونی، مولانا اویس احمد قاسمی رائے پوری، دار العلوم مئو میں قاری ریاست علی صاحب اور مولانا محمد مسلم صاحب کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کے رفقاء درس میں ڈاکٹر منظور عالم جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل، مولانا سعود عالم صاحب سابق رئیس المبلغین امارت شرعیہ اور مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب گاڑھا سیتامڑھی کے نام لیے جاسکتے ہیں آپ نے جن لوگوں کی علمی رہنمائی اور اسلامی تربیت کی بالفاظ دیگر جنہیں پڑھایا لکھایا ان میں مولانا علی حسن صاحب قاسمی استاذ تفسیر وحدیث جامعہ عربیہ مخزن العلوم دلدار نگر غازی پور، مولانا نسیم احمد قاسمی استاذ مدرسہ مظہر الاسلام بنارس، مفتی تنویر عالم صاحب سابق استاذ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی اور مولانا ڈاکٹر سراج الحق سنگیا ہی، مشہور ومعروف ہیں۔

گندمی رنگ، اوسط قد، کشادہ آنکھیں، چوڑی پیشانی، گھنی یک مشت داڑھی، چہرہ پر تازگی، گفتگو میں شائستگی، ہونٹوں پر پان کی دلکش لالی، یہ حلیہ تھا حضرت مولانا ہارون کا، ان کے صاحب زادہ مولانا معین الدین کہتے ہیں کہ ”پان غذا کی طرح کھاتے اور دوا کی طرح حاصل کرتے“۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ عظمتیہ کلکتہ سے ۱۹۶۵ء میں کیا، بانی مدرسہ قاری عبدالقوی صاحب نے صدر مدرس کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا، جلد ہی قاری صاحب کے حکم سے آپ مدرسہ عظمتیہ بھداسی ارول تشریف لے آئے، یہاں کی نظامت آپ کے حوالہ کی گئی، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے اس ادارہ کو خوب پروان چڑھایا، آپ کے دعوتی دوروں اور تبلیغی اسفار کی وجہ سے علاقہ سے شرک وبدعات کا خاتمہ ہوا، تعلیم کے حصول کی طرف رغبت بڑھی اور جہالت دور کرنے کی کوششیں بار آور ہوئیں، ۱۹۷۲ء تک آپ کا قیام یہاں رہا، اسی سال دوبارہ مدرسہ عظمتیہ کلکتہ بلا لیے گیے اور مدرسہ کی ایک شاخ کی نظامت ان کے سپرد ہوئی، مولانا شعبان صاحب سے یارانہ تھے؛ چنانچہ ان کی طلب پر مدرسہ عین العلوم کوچس میں صدر مدرس کے عہدہ پر کام کرنے لگے، تقریبا دو سال انہوں نے یہاں گذارے، ۱۹۷۶ء میں مادر علمی مدرسہ حسینیہ دار العلوم پروہی مدھوبنی کی خدمت کے ارادے سے پروہی چلے آئے اور یہاں بھی تدریسی مشغلہ جاری رکھا، ۲۰۰۴ء میں یہیں سے سبکدوش ہوئے ۲۰۱۲ء میں حج وزیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

تصوف میں آپ کا سلسلہ حضرت مولانا حافظ الحاج شمس الہدیٰ زیدہ مجدہم راجوی سے تھا، اس حوالہ سے بھی مولانا مرحوم ذاکر وشاغل نظر آتے، زبان ذکر الٰہی سے تر اور سینہ یاد خداوندی سے معمور تھا۔

قول وعمل میں تضاد نہیں تھا، ورع وتقویٰ خلوص وللّٰہیت کا غلبہ تھا، سنت نبوی کے پابند اور نماز سے عشق تھا، آخر عمر میں جب ذہن بہت نہیں کام کرتا تھا، اس وقت بھی ہاتھوں کو وضو کی طرح جسم پر پھیرتے اور نماز پڑھنے کی طرح اعضاء وجوارح کو حرکت دیتے، ذہن حاضر نہیں ہونے کی وجہ سے ایک نماز کو کئی بار پڑھتے، سنن ونوافل کی رکعات کو لکھ کر مستحضر کرتے، جب تک عقل وخرد نے ساتھ دیا، شریعت کے ایک ایک حکم کو اپنی زندگی میں اتارتے رہے، دولت کے حصول کی طلب اور تڑپ کے بجائے قناعت پسندی آپ کی خاص صفت تھی، اللہ نے خدمت میں برکت دی تھی، جس کو پڑھا دیا کام کا ہو گیا اور جس کی تربیت کردی، نامور ہو گیا۔

۱۹۶۲ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے، پروہی بسفی مدھوبنی کے جناب عبدالعزیز صاحب کی دختر نیک اختر آپ کے نکاح میں آئیں جو حافظ اختر حسین صاحب بانی مدرسہ حسینیہ دار العلوم پروہی کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں، اللہ نے اس نکاح میں برکت عطا فرمائی اور دو لڑکیاں، چار لڑکے کو تولد ہوئے، جن میں ایک لڑکا حافظ عبدالمتین نوجوانی میں ہی اللہ کو پیارے ہو گیے، اس طرح پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے حافظ وقاری مبین الدین رحمانی، مولانا محمد معین الدین قاسمی، مولانا امین الدین قاسمی اور دو لڑکیاں حیات سے ہیں، تینوں لڑکے حسب استطاعت وصلاحیت دینی خدمت میں لگے ہیں، ان کے نامور صاحب زادے مولانا محمد معین الدین قاسمی جامع مسجد کربگیہ کے امام وخطیب، امارت شرعیہ مکتب کے معلم اور مجھ سے بڑی محبت کرنے والے ہیں۔ ان کا تعلق بھی حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب راجوی سے ہے، اور ان کی تعلیم وتربیت کے اثرات مولانا معین الدین قاسمی کی زندگی میں پائے جاتے ہیں۔ صاحب زادگان کی صالحیت اور صلاحیت دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب حضرت کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، **اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین**

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

فقہی مسالک اور حدیث نبوی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

شیخ محمد عوامۃ کا شمار عصر حاضر کے بڑے محدثین میں ہوتا ہے، متن حدیث اور اسماء رجال اور اختلاف فقہاء وائمہ پر ان کا مطالعہ وسیع بھی ہے اور عمیق بھی، راقم کو ان سے تلمذ کا شرف بایں معنی ہے کہ مسلسلات کا درس ان سے لیا اور انہوں نے از راہ شفقت وعنایت سند بھی عطا فرمائی، فقہی مسالک اور حدیث نبوی ان کی مشہور زمانہ کتاب ”اثر الحدیث فی اختلاف الائمۃ الفقہاء“ کی اصلا تلخیص وترجمانی ہے، جسے مولانا محمد فرید حبیب ندوی نے انتہائی سلیقہ سے انجام دیا ہے، اصل کتاب دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخل نصاب ہے، کتاب پر دیباچہ مولانا محمد غزالی ندوی، ڈائرکٹر امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ کا ہے جو اس موضوع پر علمی بھی ہے اور تحقیقی بھی، چند صفحات پر مشتمل یہ تحریر ان اسباب ووجوہات اور سوالات واعتراضات کا جواب فراہم کرتی ہے، جو فقہاء وائمہ کے بارے میں تعصب یا کم علمی کی وجہ سے ایک خاص طبقہ اٹھاتا رہتا ہے، مولانا محمد غزالی نے بڑی معتدل بات لکھی ہے کہ اجتہادی امور میں ”نقاش کی گنجائش ہمیشہ ہے، البتہ ان کی بنیاد پر طعن وتشنیع یا تضلیل وتفسیق بالکل درست نہیں“۔

دیباچہ کے بعد حضرت مولانا بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی کا قیمتی مقدمہ ہے، مولانا نے موجودہ دور کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ اسلاف امت اور ائمہ متقدمین پر سے اعتماد ختم کرنے کی کوشش کو قرار دیا ہے، انہوں نے بڑا پیارا اصولی جملہ لکھا ہے کہ ”تاریخ کے کباڑ سے آدمی جو چاہے وہ تلاش کرلے، چاہے تو ہیرے اور جواہرات تلاش کرے اور چاہے تو ٹھیکروں سے اپنے آپ کو بوجھل بنالے.... محدثین کی احتیاط مؤرخین کے تصور سے بالاتر ہے“۔

عرض مرتب مولانا محمد فرید حبیب ندوی کا ہے، جس میں انہوں نے شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ کی اس کتاب کی اہمیت بیان کی ہے، اور لکھا ہے کہ ”یہ کتاب یہی یقین پیدا کرتی ہے کہ ائمہ کرام سب کے سب متبع سنت تھے اور کبھی بھی انہوں نے حدیث کے مقابلہ میں اپنی جداگانہ رائے اختیار نہیں کی؛ بلکہ وہ ایسا کرنا گمراہی سمجھتے تھے، مرتب کتاب نے اس کتاب کے منہج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ اصل کتاب کی ترتیب میں بڑی حد تک تبدیلی کردی گئی ہے، موقع محل کی مناسبت سے جگہ جگہ حذف واضافہ بھی کیا گیا ہے، لیکن کوئی بھی ضروری چیز نہیں چھوڑی ہے، کہا جاسکتا ہے کہ کتاب کی روح اور مغز اس میں موجود ہے، پیش لفظ شیخ محمد عامہ کا ہے، انہوں نے فقہاء کے اختلاف میں حدیث پاک کے اثر کو اپنی اس کتاب کے لیے بطور منتخب کیا ہے، کتاب میں ائمہ فقہاء کے یہاں حدیث کی اہمیت پر تمہیدی گفتگو کے بعد سات اسباب ذکر کیے ہیں، جن کی وجہ سے فقہاء کے اجتہادات کا نتیجہ الگ الگ سامنے آیا، انہوں نے حدیث کے صحیح ہونے کی شرطوں میں اختلاف، ضعف حدیث پر عمل کے بارے میں اختلاف، الفاظ حدیث کا مختلف ہونا، الفاظ حدیث کے اعراب میں اختلاف کا ہونا، فہم حدیث میں اختلاف، متعارض احادیث کے درمیان تطبیق وترجیح میں اختلاف، احادیث کی واقفیت میں تفاوت کو اختلافات کے بنیادی اسباب میں ذکر کیا ہے، اس کے بعد چند شبہات اور ان کے جوابات پر کتاب کا اختتام ہوتا ہے، اس ذیل میں آٹھ شبہات کا ذکر کیا گیا ہے، سات شبہات شیخ محمد عوامہ کی کتاب سے لیے گیے ہیں، آٹھواں شبہ مولانا محمد غزالی ندوی صاحب کے ایک طویل مضمون کا حصہ ہے، جسے موضوع کی مناسبت سے آٹھویں شبہ کے طور پر شامل کتاب کیا گیا ہے۔ مولانا نے لکھا ہے کہ بعض لوگ یہ غلط استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلم علماء وائمہ عظام نے جو فتوے دیے ہیں، یا جو مسائل قرآن وحدیث سے مستنبط کئے ہیں وہ بھی شریعت سازی کے زمرہ میں آتے ہیں، اور ان مسائل کو مان لینا علماء کو خدا کے تشریعی اختیارات دینے کی طرح ہے، جو شرک ہے، لیکن ایک بہت بڑا مغالطہ ہے، احبار ورہبان اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے کا کام کیا کرتے تھے، جبکہ علماء اسلام، ائمہ کرام، فقہاء عظام، ایسا کچھ نہیں کرتے؛ بلکہ وہ منصوص علتوں کی روشنی میں احکام کا استنباط کرتے ہیں اور اسے جزئیات پر منطبق کرکے عوام کو اسلامی احکام سے واقفیت بہم پہونچاتے ہیں، اسی لئے امام مالک فرماتے ہیں کہ احادیث پر فقہاء کے عمل کے مطابق عمل کرنا از خود عمل کی راہ اختیار کرنے سے زیادہ مضبوط اور قوی ہے، جن کو سمجھ لینے کے بعد سارے شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں، اور ایک خاص طبقہ کی طرف سے نعوذ باللہ ائمہ کرام کو احبار ورہبان اور غیر نبی کے متبعین ہونے جیسے الزام کی حقیقت سامنے آجاتی ہے اور ذہن سے اشکالات دور ہوتے ہیں، کتاب کے آخر میں ماخذ ومراجع کی فہرست بھی دی گئی ہے، جن کی تعداد براسی ہے، اور جس میں امہات الکتب داخل ہیں۔

کتاب کے صفحات اٹھاسی ہیں، جن میں تیرہ صفحات دیباچہ، مقدمہ، عرض مرتب کی نظر ہوگیے، مختصر ہونے کے باوجود یہ کتاب تحقیقی اور علمی ہے اور اپنے موضوع کا احاطہ کرتی ہے، تلخیص وترجمانی کی زبان سہل ہے اور مصطلحات احادیث سے کتاب کو بوجھل نہیں کیا گیا ہے، البتہ موضوع کے سمجھنے اور احادیث کو علمی طور پر برتنے کے لیے جن اصطلاحات کا لانا ناگزیر تھا، اس سے صرف نظر نہیں کیا گیا، کتاب اہل علم کے لیے ہے، اس لیے علمی مباحث میں معیار کا خیال رکھا گیا ہے، کتاب کا پہلا ایڈیشن مئی ۲۰۱۷ء میں طبع ہوا ہے، جس کی کمپوزنگ سلمان سعید نے کی ہے، امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڈھ نے اس کی طباعت مشکوٰۃ پرنٹرس علی گڈھ سے کرائی ہے، ملنے کے پتے نو درج ہیں، علی گڈھ میں دار الکتاب دودھ پور، لکھنو میں مکتبہ شباب، شباب مارکیٹ، دیوبند میں دار الکتاب اور سہارن پور میں مکتبہ ابوالحسن علی سے حاصل کرسکتے ہیں، کتاب کی طباعت عمدہ ہے، کاغذ نفیس اور ٹائٹل دیدہ زیب ہے اور ان خوبیوں کے ساتھ قیمت صرف ساٹھ روپئے تعجب خیز ہے، اتنی کم قیمت پر اتنی علمی وخوبصورت کتاب وہی فراہم کرسکتا ہے، جس کے پاس دست غیب ہو یا وہ کتاب کی ترتیب وتالیف سے طباعت تک کا کام عبادت سمجھ کر کرتا ہو، عبادت کا خاص فائدہ تو آخرت ہی کے لئے ہے، امام بخاری ریسرچ اکیڈمی والے دونوں مقام پر فائز ہوں تو بعید نہیں، آپ کو اس سے کیا لینا دینا، آپ تو کتاب خریدیے، مطالعہ کیجئے اور علمی فائدہ اٹھایئے۔

خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادگان

حافظ محمد امتیاز رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر

۴/۵/نومبر۲۰۱۷ء کو جامعہ رحمانی کا عظیم الشان اور خانقاہ رحمانی مونگیر کا سالانہ فاتحہ ہے اس موقعہ پر ملک بیرون ملک سے لاکھوں کی تعداد میں اللہ کے بندے حاضر ہوتے ہیں جسمیں ایک بڑی تعداد نوجوانوں کی ہوتی ہے اور وہ اکثر اپنے بڑوں سے سلسلہ کے بزرگوں سے متعلق معلومات چاہتے ہیں اور کم وقتوں میں اپنی خواہش پوری کرنا چاہتے ہیں اسی نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے خانقاہ رحمانی کے سجادگان کی مختصر سوانح پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی خانقاہ رحمانی

قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی باوقار شخصیت ان نامور، باکمال اور مایہ ناز ہستیوں میں ہے، جن پر ملت اسلامیہ ہندیہ اور تاریخ اسلامی کو فخر ہے، دین وملت اور مذہبی خدمات کے ذریعہ سرزمین ہند پر ان کا احسان عظیم ہے، آپ کی ناقابل فراموش علمی، دینی اصلاحی اور تبلیغی خدمات، کوشش وکاوش اور جدوجہد تاریخ کے ماتھے پر ثبت اور باب تاریخ میں روشن ودرخشاں ہے، آپ کی ذات گرامی ایک مستند اور بافیض عالم دین کی حیثیت سے جانی جاتی ہے، تاریخ آپ کو دعوت وعزیمت کے باہمت مسافر اور باطل فرقوں مثلا تحریک عیسائیت، آریہ سماجی تحریک اور خاص طور سے فتنہ قادیانیت کے مقابلے میں ایک عظیم مصلح، خوددار مجاہد، غازی اور جرنیل کی حیثیت سے جانتی ہے، آپ کا تعارف بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ذریعہ بھی ہوتا ہے۔لیکن معرفت واحسان، سلوک وطریقت اور بیعت وارشاد کے مسند پر مربی صادق اور مرشد کامل ہونا، آپ کا خصوصی امتیاز ہے، زہدوفقر، استغنا وتوکل، تصوف وتزکیہ اور تعمیر باطن میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اور نسبت بہت اونچی حاصل ہے۔

اللہ جل سجانہ نے آپ کو علم وعمل کے خزانے سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا، زہد وطاعت، صلاح وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، خداترسی ومومنانہ فراست، غیر معمولی دینی غیرت وحمیت، روحانی قوت، خاندانی شرافت ووجاہت اور اعلیٰ بصیرت کے مالک تھے۔ انیسویں صدی عیسوی میں جب عالم اسلام پر خطرات کے بادل منڈلارہے تھے، باطل عقائد وافکار فاسد خیالات گمراہ اور باطل فرقوں کے فتنہ انگیزی کے نتیجہ میں دین وشریعت اور ایمان کے پودے کو اہل اسلام کے دلوں سے اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کی جارہی تھیں، قادیانیت کا جال پھیل چکا تھا اس فرعونیت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے موسیٰ کا کام لیا، آپ نے صداقت وحقانیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا پرچم لہرایا آپ کے ذریعہ کفر وضلالت کا پردہ چاک ہوکر رشد وہدایت کا نور جگمگانے لگا، قادیانیت کے خلاف آپ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل اور ناقابل فراموش حقیقت پر مبنی ہے۔

دین حق اور شہنشاہ کونین ﷺ کی امت کو ہلاکت وتباہی کے اس بھنور سے نکالنے، ان کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیت کو نیست ونابود کرنے کی خاطر آپ نے عظیم قربانیاں دیں، علماء ربانیین، صلحاء مجاہدین کی طویل فہرست میں آپ کا نام سرفہرست اور سرخیل کی حیثیت سے آتا ہے آپ نے گھربار چھوڑا، اعزہ واقارب کو خیر باد کہا، اپنے مرشد ومربی کی ہدایت پر ۱۳۱۰ھ میں مونگیر تشریف لائے، خانقاہ رحمانی کی بنیاد ڈالی، اور یہاں کی بوریوں پر بیٹھ کر حضرت صدیقؓ، حضرت فاروقؓ کی اس تاریخ کی یاد تازہ کردی جو تاریخ فتنہ ارتداد کے مقابلہ میں قائم کی گئی تھی۔ٹوٹی جھونپڑی، پھٹے پرانے کپڑے اور نان خشک پر قناعت کر کے دین محمدی ﷺ اور تحفظ شریعت کے نام پر تن من دھن کی بازی لگادی، رد قادنیت کو وقت کا اہم ترین جہاد، عظیم قربانی اور وقت کی ضرورت قرار دے کر عالم اسلام کو اس فتنہ سے آگاہ کیا، معمولات ووظائف حتی کہ تہجد کے اوقات کو بھی اسی فریضہ کی تکمیل پر نثار کیا

بچپن ہی سے آپ پر حق شناسی وحق طلبی خلوص وللّٰہیت اور معرفت ربانی کا گہرا رنگ تھا۔حب نبی اور عشق رسول میں اس قدر مخمور اور سرمست تھے کہ عہد طفلی ہی میں روضۂ اطہر ﷺ پر حاضری دینے کے لئے بے چین وبیقرار تھے، جذبہ عشق ومستی اور حوصلہ صدق وصفا سے سرشار اہل حق کی جستجو میں تو تھے ہی کہ ایک مجذوب صفت بزرگ شاہ عبداللہ سے ملاقات ہوئی، اور دل مضطر کو سکون اور اطمینان میسر آیا۔

آپ نے اپنے مشفق چچا سید ظہور علی کے پاس قرآن مجید کی تکمیل کی، عربی وفارسی کی مکمل تعلیم حضرت مولانا سید لطف اللہ صاحب علی گڑھی، اور سید عبد الواحد بلگرامیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے حاصل کیا

آپ کا دل بچپن سے ہی حب الٰہی سے معمور اور تصوف وطریقت کی طرف راغب تھا، اور دراصل یہ مقام وراثت میں حاصل ہوا تھا چنانچہ دینی علوم سے فراغت کے بعد ارشاد وسلوک اور احسان ومعرفت کی اصل منزل پانے کی غرض سے کسی مرشد کامل، مصلح ومربی اور صوفی باصفا کی تلاش ہوئی، تو آپ کی نگاہ انتخاب قطب دوراں حضرت شاہ فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ پر پڑی حالانکہ شاہ عبداللہؒ کی تربیت نے علم وعرفان کا جو جام پلادیا تھا وہ کچھ کم نہ تھا، مزید سیرابی اور تسکین قلب کی خاطر آپ نے اپنے وقت کے مشہور بزرگ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے آستانہ کو بوسہ دیا، آپ کی خدمت اور محنت و تربیت میں رہ کر سلوک وطریقت کے اعلیٰ منازل طے کئے، حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی نگاہ فیض اور نظر شفقت والفت توجہ خاص اور الطاف وعنایات نیز روحانیت ونورانیت زہد وتوکل نے آپ کو ولایت کے بلند مقام پر پہنچادیا، اسی تربیت کے نتیجہ میں آپ نے اپنے وطن کانپور کو ترک کر کے مرشد کے حکم پر سرزمین مونگیر کو عزت بخشا۔

آپ کی نگاہ دوررس نے علوم جدید اور فلسفہ وسائنس کے نئے فتنے اور ان کے ذریعہ اسلام پر پڑنے والے اعتراضات کو خوب محسوس کیا اور علماء وقت کی علمی استعداد ولیاقت اور فنی نوعیت کو اس کے مقابلہ میں ناکافی سمجھتے ہوئے اس سے نمٹنے اور اس کا صحیح حل نکالنے کے لئے قیام ندوۃ العلماء کی تحریک چلائی، حضرات علماء نے بھی اس کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کا ساتھ دیا، الحمدللہ ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آگیا، اسی لئے آپ بانی ندوۃ العلماء اور ناظم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

علم وعمل کے رشتہ اور عمل کو صحیح رخ اور اصل جہت پہ قائم رکھنے، روحانی ادارہ کی روح کو تازہ کرنے اور اس کی ترقی وبقا کی خاطر اپنی زندگی کے آخر سال ۱۹۲۷ء میں جامعہ رحمانی کے نام سے ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی کہ خانقاہ رشد وہدایت کا مرکز ومحور ہو تو جامعہ رحمانی علوم قرآن وحدیث کا منبع وسرچشمہ بنا رہے، اور یہ بزم رحمانی علم وعمل کی حسین وادی ہو، اور اس کی خوشگوار فضا میں تعلیم وتربیت کا بہترین سنگم ہو اور علم وعرفان کا چشمہ ابلتا رہے، اور تشنگان علوم ومعرفت کی تشنگی دور کرنے کا انمول موقعہ میسر آتا رہے۔

مرکز علم جامعہ رحمانی کو آپ پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا نہ دیکھ سکے، لیکن آپ کے لائق فرزند اور خلف رشید امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحبؒ نے اس گلشن کی آبیاری کی اور خون جگر سے سینچ کر تناور اور باثمر درخت کی شکل دی، الحمدللہ آج یہ دونوں ادارے اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ روشن و تابناک اور سجادہ نشین خانقاہ رحمانی وسرپرست جامعہ رحمانی حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور یہاں سے وہی کام انجام پارہا ہے، جس عظیم مقصد کی خاطر بزرگوں نے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اس پودے کو لگایا تھا، اللہ کا بڑا شکر ہے کہ ہر سال اس ادارہ سے علماء وحفاظ کی ایک جماعت تیار ہوکر نکلتی ہے۔

مجدد علم وعرفان حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے اللہ کا ایک انعام وعطیہ تھا، آپ ۳/شعبان ۱۲۶۳ھ ۲۸/جولائی ۱۸۴۶ء کو ایک پابند شریعت اور پاکیزہ طبیعت عبد العلی کے گھر کانپور کی سرزمین پر پیدا ہوئے، دوسال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اور آپ یتیم ہوگئے، دادا بزرگوار بھی صالح ومتقی اور حق آگاہ انسان تھے جس کے آغوش تربیت میں آپ نے پرورش پائی اور ۱۹۲۷ء کو ۸۱/سال کی عمر میں دینی اور تبلیغی خدمات کا بے نظیر نمونہ چھوڑ کر ہمیشہ کیلئے خداوند قدوس کی آغوش رحمت میں جاسوئے، انا للہ و انا الیہ راجعون.

دوسرے سجادہ نشیں مولانا سید لطف اللہ صاحب رحمانیؒ

آپ کی ولادت ۲۸/رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ کو ہوئی، قرآن مجید، اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم کے بعد متوسطات سے لے کر پورا درس نظامیہ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحبؒ (صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن) سے پڑھا، ظاہری علوم سے فراغت کے بعد سلوک کی تعلیم اپنے والد ماجدؒ سے پائی، اور آپ کی حیات ہی میں بیعت وارشاد کی خدمت انجام دینے لگے، حضرت قبلہ عالم کی وفات کے بعد آپ خانقاہ رحمانی کے زیب سجادہ ہوئے، جہاں آپ کی ہر بات وہر معاملہ میں سادگی تھی وہاں تعلیم وارشاد میں بھی عجب انداز کی سادگی تھی، ایک متوسل محمد خلیل نامی لاہور کے تھے، وہ ہر سال مونگیر حاضر ہوتے، ایک دفعہ انہوں نے توجہ کی درخواست کی، آپ نے فرمایا بعد مغرب جب میں وظیفہ پڑھتا ہوں، اس وقت تم میرے پیچھے بیٹھ جانا، ان کا بیان ہے کہ بیٹھنے کے تھوڑی دیر بعد دل محبت الٰہی سے ایسا سرشار ہوا کہ اگر اللہ کی راہ میں بدن کے ٹکڑے بھی کردیئے جائیں تو لطف آئے گا، تکلیف نہ ہوگی، حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے سفر حج کیا، اور اپنی والدہ، بہن اور دونوں بھائیوں کے ساتھ کیا، پھر دیار حبیب کی حاضری کا ایسا ذوق پیدا ہوا کہ متعدد بار زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔

سنت کی اتباع کا خاص خیال تھا، سلف کے خلاف کوئی کام پسند نہیں کرتے تھے، عزیمت کے پہاڑ تھے، اور گونا گوں مشکلات کے وقت بھی کوئی پریشانی نہیں ہوتی، سب سے بڑی اور اونچی بات ان میں یہ تھی کہ جلوت وخلوت میں کامل تھے، وہ ہر وقت خانقاہ میں اس طرح رہتے تھے، کہ پھاٹک میں داخل ہونے والوں کی پہلی نگاہ ان پر پڑتی تھی، بلاریب وہ طبعاً راست باز اور متواضع تھے، مگر ساتھ ہی حق گو، دلیر اور بارعب تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو بے دھڑک ادا کرتے تھے، آپ کی وفات ۲۲/اکتوبر ۱۹۴۲ء میں ہوئی، آپ کا مزار خانقاہ رحمانی کی مسجد سے شمال ومغرب کی جانب چہاردیواری کے اندر ہے۔

تیسرے سجادہ نشیں امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ

آپ کی ولادت ۹/جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ بروز منگل خانقاہ رحمانی میں ہوئی، منت اللہ نام اور کنیت ابوالفضل رکھی گئی، قرآن، اردو، فارسی کی تعلیم کے بعد میزان الصرف خود حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تبرکاً شروع کرائی اور مولانا علی عظیم صاحب نے ختم کرائی، عربی صرف ونحو اور منطق کی متعدد کتابیں حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت صوبہ بہار واڑیسہ سے پڑھیں۔

گیارہ برس کی عمر میں حیدرآباد دکن گئے، ایک سال تک حضرت مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب سابق صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی، حیدرآباد سے واپس آکر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ گئے، اور چار سال تک ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زیر تعلیم رہے، ۱۹۳۰ء میں تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند گئے، اور چار برس دارالعلوم دیوبند میں رہ کر علوم دینیہ اور معقولات کی تکمیل کی، ۳۴ء میں فارغ ہوکر مکان آئے، تو کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہوگئے، جس کے لیے اچھا خاصا کتب خانہ خانقاہ رحمانی میں موجود تھا۔

علمی صلاحیت چونکہ پختہ تھی اور مذاق طبعاً علمی تھا، اس لیے ۳۴ء میں جو تعلیم کا آخری سال تھا، ایک کتاب ''تعلیمی ہند'' کے نام سے لکھی، جو علمی حلقوں میں پسند کی گئی، پھر دوسری کتاب ''ہندستان کی صنعت وتجارت'' کے نام سے لکھی، ۳۹ء میں جب گورنر راج ہوا، تو حکومت نے ضبط کرلی، یہ کتاب ملک میں جاری سامراجی حکومت کی تعلیمی واقتصادی پالیسی کے خلاف لکھی گئی تھی، اس طرح ایام طالب علمی ہی میں آپ نے انگریزی حکومت کے خلاف تحریک آزادی میں سرگرم حصہ لیا، انگریزوں کے خلاف قلمی جہاد کے علاوہ باضابطہ تحریک آزادی میں سرفروشانہ حصہ لیا، اس سلسلہ میں دوبار جیل گئے، حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی گرفتاری کے بعد حریت پسندوں کے اس جلوس کی آپ نے قیادت فرمائی، جس کو لے کر مولانا مدنی دیوبند سے چاندنی چوک کے لیے لے کر چلے تھے، پھر ۱۹۵۰ء میں تیسری کتاب ''کتابت حدیث'' لکھی، جس کو ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا، پھر حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی کے مکاتیب کو مرتب فرمایا۔مکاتیب گیلانی اپنے حاشیہ اور نوٹ کی وجہ سے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی اور اسے تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ایک مرجع کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا اسطرح خطوط کے مجموعہ کی ترتیب واشاعت کے ایک منفرد طرز سے آپ نے روشناس کرایا۔۱۹۶۵ء میں سفر مصر وحجاز شائع ہوئی، جسے اردو زبان وادب میں سہل ممتنع کا درجہ ملا، زبان اتنی واضح اور آسان اور انداز ایسا دلکش ہے کہ پڑھنے والا خود بھی سفر کرتا ہوا محسوس کرتا ہے، سفرناموں میں ان کے سفرنامہ کو انفرادیت حاصل ہے، (بقیہ صفحہ ۶/پر)

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\30.10.2017 Naqueeb.inp 06/04/39 01:03 ä PAGE 6 (1,1)

بقیہ خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادگان......

تصوف پر ''نسبت اور ذکر وشغل'' ان کی علمی وتحقیقی تصنیف ہے، ۱۹۷۳ء میں آپ کی ایک اور علمی تحریر منظر عام پر آئی، جس کا نام ''قانون شریعت کے مصادر اور نئے مسائل کا حل'' ہے، اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہیں، کہ اسلامی قانون کے مصادر کون کون ہیں اور شریعت کی بنیادیں کن چیزوں پر قائم ہے۔ ''خاندانی منصوبہ بندی'' بھی آپ کی ایک اہم تصنیف ہے، یہ کتاب آپ کی جرأت وہمت کی جیتی جاگتی منہ بولتی تصویر ہے، وہیں طرز استدلال اور علوم اسلامیہ پر گہری نظر کی شاندار مثال ہے، آپ کی سب سے معرکۃ الآراء تصنیف ''اسلامی قانون۔ متعلق مسلم پرسنل لا'' ہے، یہ کتاب اردو زبان میں دفعہ وار اسلامی قانون کو سمجھنے اور سمجھانے کا بہترین ذریعہ ہے، اور اہل علم، قانون دانوں اور کورٹ کے ججوں کے لیے اہم علمی تحفہ ہے، اس کے علاوہ مسلم پرسنل لا سے متعلق آپ کی بہت سی دوسری تحریریں بھی ہیں، مختلف موضوعات پر اور بھی کئی اہم رسالے ہیں، ان کتابوں کے ساتھ ماہنامہ الجامعہ مونگیر، اخبار الہلال پٹنہ کے بھی برسوں ایڈیٹر رہے۔ آپ کی تحریریں خالص علمی اور دینی ہیں اور اپنے دلائل اور زبان کی وجہ سے ہر حلقہ اور طبقہ میں مقبول ہیں۔

۱۹۳۶ء میں اپنی خداداد صلاحیت کی بنا پر مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کے ٹکٹ پر اسمبلی کے ممبر ہوئے، کامیابی ایسی حاصل کی کہ مخالف کی ضمانت ضبط ہوگئی، لوگوں نے ووٹ کے ساتھ ساتھ ووٹر بکس میں روپئے بھی ڈالے، اسمبلی میں اپنی کامیاب تقریروں اور مباحثہ کے باعث ممتاز رہے، اسمبلی میں آپ کی تقریریں اور مباحثے آپ کی ذہانت، دوراندیشی، جرأت اور مسلمانوں کی مضبوط ترجمانی کی عمدہ مثال ہیں۔ آپ کی تقریر کے نتیجہ میں ہی اسلامی اوقاف پر سے محصول ہٹایا گیا۔

۱۹۴۲ء میں آپ کے برادر بزرگ حضرت مولانا سید شاہ لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، تو آپ صاحب سجادہ بنائے گئے، اور رشد وہدایت کا میدان آپ کے سامنے آیا، آپ نے عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی، اور خلق اللہ کی ہدایت اور ان کی روحانی تربیت میں مشغول ہوگئے، آپ کو بیعت تو اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی، لیکن تصوف وسلوک کی باضابطہ تحصیل آپ نے حضرت مولانا محمد عارف صاحب ہرسنگھ پوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، جو حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے ہاتھ پر سولہ لاکھ لوگوں نے بیعت کی اور اپنے دل کی دنیا کو آباد کیا، اور خالق سے اپنے رشتہ کو استوار ومستحکم کیا، ہزاروں اللہ کے بندوں کو اللہ نے آپ کے ذریعہ فائدہ پہونچایا۔ ۵۸/ سال خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں رہے، آپ کا عہد زریں عہد کہلاتا ہے۔

عام لوگوں کی اصلاح اور رشد وہدایت کے ساتھ آپ نے دینی علوم کو عام کرنے کا ارادہ فرمایا، جامعہ رحمانی جو حضرت اقدس مولانا محمد علی مونگیری قدس سرہ کی یادگار ہے، ۱۹۳۴ء کے زلزلہ میں تباہ ہوکر بند ہوچکا تھا، آپ نے ۱۹۴۳ء میں اسے دوبارہ جاری کیا، اس کی شاندار دیدہ زیب چار منزلہ عمارت تیار کرائی، جو فن تعمیر کی شہکار ہے، یہ ادارہ ہندوستان کے اہم تعلیمی اداروں میں ہے۔ ۱۹۵۶ء میں کتب خانہ رحمانیہ کی عمارت تعمیر کرائی، جو کتابوں کے محفوظ رکھنے اور دیدہ زیب ہونے کے لحاظ سے بے مثل ہے، الماریاں اس طرح دیواروں میں پیوست کرائی گئی ہیں، کہ شاندار ہال نکل آیا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں خانقاہ رحمانی کی مسجد کی ازسر نو تعمیر کرائی، مسجد بہت بڑی نہیں ہے، مگر فن تعمیر کا نمونہ ہے، دوسری منزل اس طرح بنائی گئی ہے کہ امام آسانی سے نظر آجاتے ہیں، جامعہ رحمانی کی سرپرستی کے علاوہ دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس شوریٰ کے رکن اور بہت سے مدارس اور اداروں کے سرپرست یا صدر رہے۔ کتب خانہ رحمانیہ اور مسجد خانقاہ رحمانی کی خوبصورت عمارت اور جامعہ رحمانی کی پرشکوہ چار منزلہ عمارت آپ کے حسن ذوق اور تعمیری صلاحیت کا مظہر ہیں۔

خداداد صلاحیتوں، عوام وخاص کے اعتماد اور علمی اور تنظیمی کارناموں کی وجہ سے ارباب حل وعقد نے ۱۹۵۷ء میں آپ کو امیر شریعت منتخب کیا، آپ کے عہد میں امارت شرعیہ نے بڑی ترقی کی، اور آج اسے نہ صرف پورے ملک بلکہ بیرون ملک بھی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، ۳۴/ سال امارت شرعیہ کے امیر رہے، اور اپنی فعال قیادت سے امارت شرعیہ کو ملک کا اہم، باوقار اور خدمت گذار ادارہ بنادیا، آپ کے امیر شریعت بننے سے پہلے بیت المال میں چند روپئے تھے، اور جب آپ کا وصال ہوا تھا، بیت المال میں لاکھوں روپئے تھے، آپ نے امارت شرعیہ کے لیے زمین فراہم کی، اس کی شاندار عمارت مین سڑک پر بنوائی، اس سے پہلے امارت شرعیہ کا دفتر خانقاہ مجیبیہ میں کرایہ کے مکان میں چل رہا تھا، بیت المال، تحفظ مسلمین اور دارالافتاء ودارالقضاء کے شعبوں کو آپ نے مستحکم کیا اور مولانا سجاد میموریل ہسپتال قائم کیا۔ ۱۹۷۳ء میں قانون شریعت کی حفاظت کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا وجود سامنے آیا، یہ بورڈ آپ کی فکر اور جدوجہد کا نتیجہ ہے، سب سے پہلے بورڈ کے قیام کا تخیل آپ کے ذہن میں آیا، اور آپ نے ملک کے علماء خصوصاً حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعاون حاصل کیا، مختلف مسلک ومشرب کے علماء کرام، قانون دانوں اور رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، بورڈ کے آپ پہلے جنرل سکریٹری بنائے گئے، اس ادارہ کے ذریعہ آپ نے قانون شریعت کی حفاظت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

آپ کی دینی اور ملی خدمات کا اعتراف واحترام نہ صرف پورے ملک میں کیا جاتا ہے، بلکہ بیرون ملک بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس لیے مختلف عالمی کانفرنس میں آپ کو شرکت کی دعوت دی گئی، اور متعدد عرب ملکوں کا آپ نے بار بار سفر فرمایا ہے، ۳۶/ سال تک دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے، اور آپ کی صلاحیتوں سے دارالعلوم کو بڑا فائدہ ہوا، اسی طرح برسوں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہ کر ندوہ کو اپنی ذات سے بڑا فائدہ پہونچایا، اس کے علاوہ سیکڑوں دینی اداروں اور انجمنوں کے صدر اور سرپرست رہے۔ آپ بڑے مربی گذرے ہیں، دین کے بڑے بڑے خادموں کو آپ نے تیار کیا، جن کی شخصیت قومی وبین الاقوامی سطح کی رہی ہے، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، حضرت مولانا نظام الدین صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحبؒ، حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ، اور صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی مدظلہ جیسی عبقری شخصیتیں اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف کے لیے یہ چند سطریں کافی نہیں ہیں، ان کی پوری زندگی خدمات سے پر ہیں، عزم وعزیمت کے سفر کو چند سطروں میں نہیں بیان کیا جاسکتا، یہاں ان کی خادمانہ زندگی کی صرف جھلک پیش کی جارہی ہے، تفصیل کے لیے امیر شریعت رابع مصنفہ مولانا ابوظفر رحمانی، امیر شریعت رابع نمبر شائع شدہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، حضرت امیر شریعت۔ نقوش وتأثرات مرتبہ مولانا عطاء الرحمان قاسمی، حیات رحمانی مرتبہ شاہ عمران حسن دیکھنا چاہئے۔ حضرت کو اللہ نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا کی ہیں۔

موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی ۵/ جون ۱۹۴۳ء کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں پیدا ہوئے، رحمانیہ اردو اسکول خانقاہ رحمانی کے بعد مشکوٰۃ تک جامعہ رحمانی مونگیر میں تعلیم حاصل کی، پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دارالعلوم دیوبند گئے، فراغت دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی، پھر تلکا مانجھی بھاگلپور سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی، ۱۹۶۵ء بعد فراغت ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ کے شریک ایڈیٹر رہے، جامعہ رحمانی مونگیر میں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۷ء تک درس وتدریس سے وابستہ رہے، اور درس نظامی کی متداول کتابوں کا درس دیا، چار سال تک ناظم تعلیمات بھی رہے، والد بزرگوار کے وصال کے بعد ۱۹۹۱ء سے جامعہ رحمانی کے سرپرست اور خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں ہیں۔ تعلیم گاہ کی پانچ منزلہ، دانش گاہ کی چھ منزلہ اور عارف کدہ کی دو منزلہ عمارتیں آپ کے زمانہ میں تعمیر ہوئیں۔ درجہ حفظ کے طلبہ کو حفظ کے ساتھ ساتھ عربی کی تعلیم دینے کا اہتمام کیا گیا۔ خانقاہ رحمانی میں درود شریف کی مجلس کے انعقاد کا سلسلہ آپ نے قائم کیا، ہر انگریزی ماہ کے دوسرے سنیچر کو یہ مجلس ہوتی ہے، جس میں ہزاروں اللہ کے بندے شریک ہوکر لاکھوں کی تعداد میں درود شریف پڑھتے ہیں۔ آپ کے زمانہ میں جامعہ رحمانی کے طلبہ واساتذہ کو تعلیم کے ساتھ ذکر کا پابند بنایا گیا اور بعد نماز عصر ذکر کی مجلس شروع کی گئی، تاکہ علم کے ساتھ ذکر کا رشتہ مستحکم اور مضبوط رہے، اور اس کے نتیجہ میں علم وعمل کی جامعیت سامنے آئے۔ ہر ماہ اللہ تعالیٰ کے سیکڑوں بندوں کو آپ کی ذات سے روحانی وجسمانی فائدہ پہونچتا ہے، لاکھوں لوگوں کو آپ نے ہدایت کی راہ دکھائی اور اللہ کا نام لینا سکھایا۔ آپ کے زمانہ میں خانقاہ رحمانی پہلے سے زیادہ آباد وگلزار ہے، ہر طرف چمن بندی کرکے روحانیت کے اس حسین مرکز کو ظاہری لحاظ سے بھی خوبصورت اور باطنی لحاظ سے بھی پرکشش بنادیا ہے، سات لاکھ لوگوں نے اب تک آپ کے ہاتھ پر بیعت وتوبہ کی ہے۔

خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ ساتھ خدمت خلق اور اس کی نفع رسانی کا سلسلہ بھی آپ کی بافیض ذات سے جاری ہے، ۱۹۹۶ء سے رحمانی فاؤنڈیشن کے ذریعہ آنکھ کے مریضوں کا علاج کیا جارہا ہے، ہر سال کیمپ لگا کر دو ہزار لوگوں کی آنکھوں کو اللہ کے فضل سے بینا بنایا جاتا ہے، اس کے علاوہ صحت کی سمت میں دوسرے اقدام بھی کئے جاتے ہیں، یہ ساری خدمات مفت انجام دیجاتی ہیں۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے تحت کمپیوٹر کی تعلیم دیجارہی ہے، ووکیشنل کورسیز کرائے جاتے ہیں، رحمانی فاؤنڈیشن کی اہم شاخ رحمانی ۳۰ پٹنہ میں قائم ہے، جس کے تحت مسلم طلبہ کو منتخب کرکے مفت آئی آئی ٹی کی تیاری کرائی جاتی ہے، الحمدللہ ہر سال مسلم طلبہ آئی آئی ٹی میں کامیاب ہورہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ میڈیکل، وکلاء اور سائنٹسٹ بنانے کی کوشش بھی جاری ہے، تعلیمی واقتصادی لحاظ سے مسلمانوں کو خودکفیل بنانے کی سمت میں یہ ان کا بڑا اقدم ہے، مسلمانوں میں بہتر تعلیمی انقلاب لانے کے لیے آپ نے رحمانی فاؤنڈیشن کے نام سے کشن گنج میں ۲۸۵/ ایکڑ زمین بھی لی ہے، جس میں مسلم بچوں کی ٹھوس بنیادی تعلیم کا نظم کیا جائے گا۔

۱۹۷۴ء سے ۱۹۹۶ء تک بہار قانون ساز کاونسل کے رکن رہے، اس درمیان دوبار ۱۹۸۴ء۔ ۱۹۹۰ء میں ڈپٹی چیرمین منتخب ہوئے، کاونسل میں مسلمانوں کے حقوق کی آپ نے لڑائی لڑی اور مسلمانوں کو اس کا حق دلایا۔ مدارس کی حفاظت کے لیے سرگرم تحریک چلائی اور ۲۰۰۱ء میں مرکزی حکومت کے ذریعہ مدرسہ کو بند کرنے کی سازش کو ناکام بنادیا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے ۱۹۹۱ء سے سکریٹری ہیں، بورڈ کی تحریک اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کل ہند کنوینز ہوکر اصلاح معاشرہ تحریک کو گھر گھر پہونچایا، لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا، خصوصاً شادی بیاہ کے معاملہ میں شریعت کا پابند بنایا، کل ہند سطح پر آئینی حقوق بچاؤ تحریک چلائی، اور آرٹی ای ایکٹ اور ڈائرکٹ ٹیکسیز کوڈ جیسے مضر قانون میں ترمیم کرائی، جو اصل صورت میں نافذ ہوجاتے، تو مدارس بند ہوجاتے اور مسجد ٹیکس کے دائرے میں آجاتی، مضبوط وقف ایکٹ کے لیے بھی آپ نے خوب کوشش کی اور ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے، وقف کی جائیدادوں کے تحفظ کے لحاظ سے یہ نیا وقف ایکٹ بہت اہم ہے۔

مستند عالم دین، تصوف کے رمزشناس اور اللہ کے بڑے ولی ہونے کے ساتھ ساتھ ملک اور ملک کے باہر ایک ماہر تعلیم اور ملت کے مسیحا کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، قومی وبین الاقوامی سطح کے بڑے بڑے ایوارڈ سے نوازے جاچکے ہیں، بے پناہ مصروفیتوں اور مشغولیتوں کے باوجود کئی اہم کتابیں تحریر فرمائی ہیں: تصوف اور حضرت شاہ ولی اللہ، بیعت عہد نبوی میں، آپ کی منزل یہ ہے، دینی مدارس میں صنعتی تعلیم کا مسئلہ، سماجی انصاف، عدلیہ اور عوام، مرکزی مدرسہ بورڈ اور اقلیتوں کی تعلیم، لڑکیوں کا قتل عام، شہنشاہ کونینؐ کے دربار میں، کیا ۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی ہے؟ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ چوہتر سال کی عمر کو پہونچ چکے ہیں، مختلف امراض میں گھرے ہونے کے باوجود دینی وملی خدمات میں مشغول ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ملت کے لیے کچھ کرنا طبیعت ثانیہ بنی ہوئی ہے، ابھی بھی ان کے کاموں کی رفتار صحتمند نوجوانوں کو شرماتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز کرے اور سلامت باکرامت رکھے۔ (آمین)

آپ کو بالاتفاق امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ساتواں امیر شریعت ارباب حل وعقد کے اجلاس منعقدہ ۲۹/ نومبر ۲۰۱۵ء بمقام ارریہ بہار منتخب کیا گیا۔ امیر شریعت کیلئے انکے نام کی تجویز مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی امام وخطیب جامع مسجد فاربس گنج ارریہ نے پیش کی، جس کی تائید ارباب حل وعقد کے پورے مجمع نے کھڑے ہوکر کی، اور نہ صرف تائید کی بلکہ ''امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی'' کے نام کے نعرے بھی لگائے، اس موقعہ پر ملک کی نامور ہستیاں بطور مشاہد موجود تھیں، اس موقعہ پر امیر شریعت نے یہاں تمام لوگوں سے بیعت طاعت وامارت لیا اور حیات بخش پیغام دیا۔ رات میں اجلاس عام میں تقریباً پانچ لاکھ فرزندان توحید سے آپ نے بیعت طاعت وامارت لیا اور خطاب کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ذات ایک انجمن ہے، اور آپ کے کاموں اور کارناموں کی داستان اتنی طویل ہے، کہ اس کے بیان کے لیے یہ چند سطریں ناکافی ہیں، تفصیل کے طالب کو ''مفکر اسلام۔ زندگی کے سنگ میل'' از مولانا رضاء الرحمان رحمانی اور ''حیات ولی'' مصنفہ شاہ عمران حسن دیکھنا چاہئے۔

اگلے سجادہ نشیں حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب

خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ۱۵/ نومبر ۲۰۱۵ء کو سالانہ فاتحہ کے موقعہ پر اپنے بڑے صاحبزادہ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کے نام کا اعلان اگلے سجادہ نشیں کی حیثیت سے کیا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے خانقاہ رحمانی کے مخلصین ومتوسلین سے انہوں نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں، مولانا احمد ولی فیصل رحمانی میرے کاموں میں معاونت کریں گے، اور میرے بعد وہ خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں ہوں گے، اور ان کے چھوٹے بھائی حامد ولی فہد رحمانی ان کا بھرپور تعاون کریں گے، انہوں نے کہا کہ بڑھتی عمر اور بڑھتی مشغولیات کے تقاضہ نے مجھے اس فیصلہ کے کرنے پر مجبور کیا، انشاء اللہ اس سے خانقاہ رحمانی کو مزید تقویت ملے گی، اور خانقاہ رحمانی وجامعہ رحمانی کے کاموں میں وسعت پیدا ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ان میں کاموں کا سلیقہ اور معاملات کے حل کی صلاحیت دی ہے، ان کی صلاحیتوں سے جامعہ رحمانی کو فائدہ پہونچ رہا ہے، اور جامعہ رحمانی کے معیار کو بہتر بنانے میں کامیابی مل رہی ہے —— خانقاہ رحمانی کے معتقدین ومتوسلین نے اس اعلان کا بھرپور خیر مقدم کیا، اور اعلان کے بعد پورے مجمع پر سکون وخوشی کے اثرات دیکھے گئے، خوشی کے جذبہ سے شرسار لوگوں نے مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سے مصافحہ کرنا شروع کردیا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک مصافحہ کا سلسلہ چلتا رہا۔

مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی تعلیم وتربیت خود حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی نگرانی میں ہوئی ہے، اعلیٰ تعلیم کے لیے انہوں نے امریکہ کا رخ بھی کیا، تعلیم سے فراغت کے بعد وہاں کیلی فورنیا یونیورسٹی میں کچھ دنوں تک انہوں نے تعلیم وتدریس کا بھی فریضہ انجام دیا، مصر جاکر عربی زبان وادب میں خصوصی مہارت حاصل کی اور علوم اسلامیہ پر دسترس پائی، جامعہ رحمانی میں نئے فارغ علماء کے لیے عربی زبان وادب کی آن لائن تعلیم کا نظم اور درجہ حفظ کے بچوں کو حفظ کے ساتھ ساتھ عربی سکھانے اور قرآن مجید یاد کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سمجھنے کا ماحول انہوں نے ہی تیار کیا، جس کے اچھے اثرات ظاہر ہورہے ہیں۔

تاج محل پر تنازع

اودرے ٹروشکے (انڈین ایکسپریس ۲۴ر اکتوبر ۲۰۱۷ء)

ترجمانی: محمد عادل فریدی

یقینی طور پر تاج محل جدید ہندوستان کی سب سے شاندار یادگار اور ہندوستانی تہذیب کی شناخت ہے۔ یہ یادگار ریاست اور ملک کے لیے ایک دودھارو گائے کی طرح ہے۔ ہر سال لاکھوں سیاح اس کو دیکھنے کے لیے دنیا کے ہر کونے سے آتے ہیں اور اس سے سالانہ کروڑوں روپئے کی آمدنی حکومت کو حاصل ہوتی ہے۔ برسوں سے یہ مقام عالمی ثقافتی ورثہ کے طور پر جانا جاتا ہے اور دنیا کے سات عجوبوں میں شمار ہوتا ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو ہندوستان کو صرف تاج محل کی وجہ سے جانتے ہیں۔ انہیں ہندوستان کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم ہے سوائے اس کے کہ یہاں تاج محل واقع ہے۔ بہت سے لوگ جو آگرہ آکر تاج محل کا دیدار نہیں کر سکتے وہ گوگل میں اس کی تصاویر اور ویڈیو کو تلاش کر کے اس کے بے پناہ حسن اور کاریگری کی ندرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اپنی نگاہوں کو تسکین دیتے ہیں۔ تاج محل کی عالمی شہرت اور ہندوستانی تہذیب سے اس کی گہری وابستگی کے باوجود اس کے وجود اور تاریخ پر بی جے پی کے حملوں نے بہت سے لوگوں کو حیرت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ادھر چند مہینوں سے تاج محل پر بی جے پی اور آر ایس ایس کے حملوں میں مزید شدت آئی ہے۔ یہ معاملہ اس وقت مزید سرخیوں میں آیا جب اتر پردیش میں یوگی آدتیہ ناتھ کی سرکار نے اتر پردیش کی وزارت سیاحت کی جانب سے شائع ہونے والے کتابچہ میں سے تاج محل کا نام ہی غائب کر دیا۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد بی جے پی کے فائر برانڈ لیڈر سنگیت سوم نے تاج محل کے بارے میں اپنے زہریلے بیان سے آگ میں اور گھی ڈالنے کا کام کیا۔ انہوں نے بھرے مجمع میں تاج محل کو ہندوستانی تہذیب کے ماتھے کا بدنما داغ قرار دیا، انہوں نے کہا کہ تاج محل کو قاتلوں نے بنوایا گیا ہے۔ اس لیے یہ ہندوستانی تہذیب کا حصہ نہیں ہوسکتا۔ جب سے بی جے پی اقتدار میں آئی ہے مغلیہ دور حکومت میں بنائی ہوئی عمارتوں اور مغلوں کے ذریعہ انجام دیے گئے کارناموں کے انکار اور ان کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کی لگاتار کوشش ہورہی ہے، حتی کہ جہاں جہاں مغل حکمرانوں کی یادگاریں ہیں یا ان کے نام ہیں ان کو کھرچ کھرچ کر مٹایا جا رہا ہے۔ اتر پردیش کے مغل سرائے اسٹیشن کا نام تبدیل کرنا، دہلی میں اورنگ زیب روڈ کا نام بدل دینا، اور اب تاج محل کے بارے میں تنازع کھڑا کرنا سب اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ پچھلے سال بھی بی جے پی کے کئی لیڈروں نے اپنی تقریروں اور بیانوں میں مغل حکمرانوں کو غیر ملکی حملہ آور قرار دیا تھا، اور وعدہ کیا تھا کہ ہندوستانی تاریخ میں سے ان کی اہمیت کو ختم کرنے کے لیے وہ تاریخ کو بدل ڈالیں گے۔ کئی ہندوستانی ریاستوں نے ان وعدوں پر عمل درآمد شروع بھی کر دیا ہے۔ (کچھ ہی دنوں پہلے راجستھان کی حکومت نے مغل حکمراں اکبر سے راجستھان کے مہارانا پرتاپ کی لڑائی کے واقعہ کو جس میں مہارانا پرتاپ کو شکست ہوئی تھی، تبدیل کر کے دوبارہ لکھنے کا حکم دیا ہے، اس نئی تاریخ میں مہارانا پرتاپ کو فتح یاب اور اکبر کی فوج کو شکست خوردہ دکھایا جائے گا۔) بہت سی ریاستوں میں اسکولوں کی نصابی کتابوں سے مغلیہ دور کی تاریخ کو حذف کر دیا گیا ہے اور بہت سی کتابوں میں اس کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔

یہ سب کوششیں بی جے پی کی مسلم مخالف پالیسی کا حصہ اور اس کی قدیم نفرت انگیز سیاست کا مظہر ہیں۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ تاج محل کے بارے میں یہ تنازع کھڑا کر کے بی جے پی نے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے، یہاں تک کہ یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ جن کی پوری زندگی مسلم دشمنی سے عبارت ہے اور ماضی میں تاج محل کے بارے میں کئی بار نفرت انگیز تبصرہ کر چکے ہیں، ان کو بھی یہ لگا کہ سنگیت سوم نے تاج محل کے بارے میں کچھ زیادہ ہی بول دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بھی سنگیت سوم کے اس بیان سے اپنا پلہ جھاڑنے میں ہی عافیت محسوس کی اور اس یادگار کو ''ہندوستانیوں کے خون پسینے سے بنی ہوئی عمارت'' قرار دیا اور اسی مہینے کے آخر میں تاج محل کا دورہ کرنے کا بھی اعلان کیا۔ تاج محل پر بی جے پی کا حملہ نیا نہیں ہے، بلکہ ہندوتو کے حامی لیڈران بہت پہلے سے ہی اس عمارت کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور اس کو اینٹی نیشنل عمارت کے طور پر مشہور کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہے ہیں۔ برسوں پہلے ربندر ناتھ ٹیگور نے اس کو وقت کے رخسار پر بہتا ہوا آنسو قرار دیا تھا، اب بہت سے نام نہاد ہندو قوم پرست اس آنسو کو پوچھنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن کیوں؟ کیوں بی جے پی اور ہندو قوم پرستوں کو سترہویں صدی میں بنی ہوئی عمارت سے اب ۲۰۱۷ء میں ڈر لگنے لگا ہے۔

تاج محل کو ایک خطرہ قرار دینے اور اس سے نفرت کرنے کے پیچھے بی جے پی کی منشاء کیا ہے، اس پر اگر غور کیا جائے تو سمجھ میں آتا ہے اسکا مقصد تنگ نظر ہندو تہذیب کو رائج اور مشتہر کرنا ہے، جس کی علمبردار یہ سیاسی پارٹی ہے۔ ہندو قوم پرست اپنے آپ کو ہندوستانی تہذیب و ثقافت کا علمبردار تصور کرتے ہیں، لیکن تاریخ کچھ اور ہی کہانی بیان کرتی ہے۔ دراصل ہندوتو کا نظریہ ایک سیاسی فلسفہ ہے جس کا آغاز انیسویں صدی کے اواخر سے ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں کہیں تو ہندو قوم پرست ہندوستان کی قدیم تاریخ کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ نئے نئے وجود میں آئے ہیں۔ ہندوازم کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تاریخ تقریباً 3500 سال پرانی ہے اور ویدوں کے زمانے سے لے کر کئی صدیوں تک یہ ایک مذہبی تہذیب کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن قدیم ہندو مذہب اور آج کے ہندوتو میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثال کے طور وہ لوگ جنہوں نے رگ وید لکھی اور صدیوں تک اس کو پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے لوگ گائے کا گوشت کھانے والے اور گھوڑوں کی قربانی کرنے والے تھے۔ اس کے بعد عہد وسطیٰ کے ہندو حکمرانوں نے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں اور معبودوں کو بے بنیاد قرار دیا، چنانچہ اس دور میں آنے والے مسلم حکمراں بھی ان کے اس طرز عمل سے متاثر ہوئے۔ مجھے تانترک رسم ورواج کا ذکر کرنے میں بھی ہچکچاہٹ ہورہی ہے، جو کہ جدید ہندوتو سے پہلے ہندو تہذیب کا ایک اہم حصہ تھا، جس کو آج کے چند ہی جدید قوم پرست ہندو آسانی سے گلے لگاتے ہیں۔

درحقیقت ہندوستانی تاریخ اپنے اندر بے پناہ وسعت لیے ہوئے ہے، اور ان مفروضوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے جو یہ ماڈرن قوم پرست بیان کرتے ہیں اور اس عظیم تاریخی سرمایے میں مسلم حکمرانوں کی خاص کر مغلوں کی عظیم وراثتیں موجود ہیں، جن کا انکار وہی شخص کرسکتا ہے، جس کی آنکھوں پر نفرت اور تعصب کی عینک چڑھی ہوئی ہو۔

جب لوگ ہندوستان کی اس عظیم تاریخی وراثت تاج محل کے بارے میں بحث کرتے ہیں اور اس کے وجود پر سوال اٹھاتے ہیں، تو وہ تاریخ کے ایک بڑے حصہ کا انکار کر رہے ہوتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے منھ سے ایسی واہیات باتیں نکلتی ہیں کہ شاہجہاں، جس نے پوری دنیا کو تاج محل جیسا حسین تحفہ دیا وہ ایک غدار تھا؟ کیا سچ مچ؟ کس سے اس نے غداری کی تھی؟ اور اس کا پتہ آپ کو آج شاہجہاں کی موت کے تین سو سال بعد چلا؟

موجودہ سیاست کی جو روش ہے اور جس طرح بی جے پی کے دور اقتدار میں تاریخ کی عظیم وراثتوں کے بارے میں تنازعات کھڑے کیے جا رہے ہیں، ہمیں فکر کہ پتہ نہیں کب تک ہندوستان اپنی ان تاریخی وراثتوں کو سنبھال کر رکھ پائے گا جو پوری دنیا کو محبوب ہیں۔

میڈیا کی آواز کو کچلنے کا سیاسی ہتھکنڈہ

راجیو رنجن تیواری (نوبھارت ٹائمز ۲۸ر اکتوبر ۲۰۱۷ء)

ترجمہ: محمد عادل فریدی

۲۷ر اکتوبر کی صبح ملک کے مشہور صحافی اور مصنف ونود ورما کو ان کی غازی آباد میں واقع رہائش گاہ سے گرفتار کرلیا گیا۔ اس گرفتاری نے یہ واضح کر دیا کہ سرکار میڈیا کی آواز کو دبانے اور اس کے وجود کو کچلنے کے لیے ہر ہتھکنڈہ اپنانے کے لیے تیار ہے۔ ونود ورما کی گرفتاری گرچہ غازی آباد میں ہوئی ہے، لیکن پورے ملک کے صحافیوں کو اس کا پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بتانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ جو بی جے پی سرکار کے خلاف آواز اٹھائے گا، یا قلم چلائے گا، اس کے وجود کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

دراصل بار بار میڈیا میں یہ خبریں آرہی ہیں کہ گجرات اسمبلی الیکشن میں بی جے پی کی حالت پہلے سے خراب ہے، حالانکہ کچھ چینلس نے ڈر کے مارے اوپینین پول میں بی جے پی کو مکمل اکثریت دے دی ہے،، جب کہ زمینی حقیقیت کچھ اور ہی ہے، اسی سلسلہ میں یہ بتانا بھی لازمی ہے کہ حال ہی میں راجستھان کی وسوندھرا راجے سندھیا کی قیادت والی بی جے پی سرکار نے میڈیا کے خلاف اسمبلی میں بل تک پیش کر دیا، حالانکہ پورے ملک میں اس بل کے خلاف ہوئے احتجاج کی وجہ سے فی الحال اس بل کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود میڈیا کو ڈرانے کے لیے سرکار وہ سب کچھ کرنا چاہتی ہے، جو غیر آئینی ہے، ملک کے زیادہ تر میڈیا گھرانے پہلے سے ہی سرکار کے آگے گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں، کچھ آزاد صحافی اور میڈیا ہاؤس ہمت کر کے سرکار کی حقیقت کو سامنے لانے کی کوشش کر بھی رہے ہیں تو انہیں ونود ورما جیسا حشر کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ سینئر صحافی ونود ورما کو ۲۷ر اکتوبر کی صبح یوپی کے غازی آباد سے گرفتار کیا، پولیس کے مطابق ان پر بلیک میلنگ، رنگداری وصولنے اور جان سے مارنے کی دھمکی دینے کا الزام ہے۔ یہ گرفتاری چھتیس گڑھ پولیس نے کی ہے۔ خیال رہے کہن ونود ورما ''دیش بندھو'' اور ''بی بی سی'' میں اپنی خدمات دے چکے ہیں، کچھ وقت پہلے تک وہ ''امر اُجالا ڈیجیٹل'' کے ڈائرکٹر تھے، چھتیس گڑھ کانگریس نے ونود ورما کی گرفتاری کی مذمت کی ہے۔ کانگریس کے ریاستی صدر بھوپیش سنگھ بگھیل نے کہا کہ ونود ورما کے پاس چھتیس گڑھ کے ایک بارسوخ وزیر کی سی ڈی تھی، اس سی ڈی میں وزیر موصوف ایک لڑکی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں نظر آرہے تھے، الزام ہے کہ وہ سی ڈی کئی لوگوں کے پاس تھی، ایسی صورت میں ونود ورما کی گرفتاری قابل مذمت ہے، عام آدمی پارٹی کے لیڈر اور سابق صحافی آسوتوش نے اس گرفتاری کو پریس کی آزادی پر حملہ قرار دیا ہے۔ سینئر صحافی ارملیش نے ٹوئیٹ کیا ہے کہ ونود ورما کو صبح تین بجے چھتیس گڑھ پولیس نے گرفتار کرلیا ہے، اب یہاں ایمرجنسی کے دن آگئے ہیں۔ پولیس نے ونود ورما کے گھر سے دو لاکھ روپئے اور تقریباً پانچ سو سی ڈی برآمد کی ہے، پولیس کے مطابق آئی پی سی کی دفعہ 384 اور 506 کے تحت معاملہ درج کیا گیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ ونود ورما آج کل چھتیس گڑھ کانگریس کے میڈیا سیل کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ رمن سنگھ سرکار نے ان کے خلاف دھمکی دے کر پیسے مانگنے کا کیس درج کرایا ہے، انہیں ایک پارن سی ڈی رکھنے کا بھی ملزم بنایا گیا ہے۔ پچھلے مہینے ونود ورما نے اپنی فیس بک وال پر ایک پرانا قصہ لکھا تھا، جس میں انہوں نے اپنے اوپر ہوئے حملہ کے بارے میں بتایا تھا اور لکھا تھا کہ ان (بی جے پی) کی منشاء حزب اختلاف میں ہونے تک دبی رہی، اب وہ اقتدار میں ہیں تو پھر سامنے آگئی ہے،، ان کی بنیاد میں ہی تاناشاہی کے پتھر لگے ہوئے ہیں۔ ہٹلر اور مسولینی ان کے آئڈیل ہیں وہ جمہوریت کے حامی بھی تھے بھی نہیں وہ اظہار رائے کی آزادی کو سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ بہرحال ابھی جو حالات ہیں وہ میڈیا کے مستقبل کے لیے ٹھیک نہیں ہیں، کہا جا رہا ہے کہ اناپ شناپ الزام لگا کر ونود ورما کی گرفتاری مرکزی حکومت کے اشارے پر کی گئی ہے، اس کے پس منظر میں گجرات اسمبلی الیکشن ہے، چونکہ اس بار گجرات میں پہلے جیسی حالت میں بی جے پی نہیں ہے، اور یہ پیغام میڈیا کے ذریعہ چاروں جانب پھیل رہا ہے، ایسے میں بی جے پی کے لیڈران کھسیائے ہوئے ہیں، ظاہر ہے کہ میڈیا کو کچلنے کی پالیسی بنائی جارہی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ ونود ورما جیسے مشہور اور سینئر صحافی کی گرفتاری کے بعد گھٹنوں کے بل چل رہی میڈیا کی کیا حالت ہوتی ہے۔

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\30.10.2017 Naqueeb.inp 06/04/39 01:03 & PAGE 8 (1,1)

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

گوتریز نے مالی حملے کی مذمت کی

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اینٹونیو گوتریز نے افریقی ملک مالی میں اقوام متحدہ کے ملٹی ڈائمنشنل انٹیگریٹڈ اسٹیبلائزیشن مشن (ایم آئی این یو ایس ایم اے) کے قافلہ پر حملے کی سخت مذمت کی۔اس حملہ میں امن مشن کے تحت گئے تین لوگوں کی موت اور دو دیگر زخمی ہوگئے ہیں۔اقوام متحدہ کے ترجمان کی جانب سے کل جاری ایک پریس بیان میں مسٹر گوتریز نے متاثرین کے کنبوں اور رشتہ داروں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔(یو این آئی)

انڈونیشیا میں پٹاخہ فیکٹری میں دھماکہ، 47 کی موت

انڈونیشیا کی راجدھانی جکارتہ کے باہری حصہ میں واقع ایک پٹاخہ فیکٹری میں زبردست دھماکہ کے بعد لگی شدید آگ سے کم از کم 47 لوگوں کی موت اور 40 دیگر زخمی ہوگئے۔ یہ اطلاع پولیس حکام نے دی۔میٹرو ٹی وی کی رپورٹ میں پولیس کے حوالہ سے بتایا گیا کہ دھماکہ کے بعد آگ چاروں طرف پھیل گئی۔(یو این آئی)

نواز شریف کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری

پاکستان کی قومی احتساب عدالت نے سابق وزیر اعظم نواز شریف کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا ہے۔مسٹر شریف کے عدالت میں پیش نہیں ہوئے کی وجہ سے گرفتاری وارنٹ جاری کیا گیا ہے۔پاکستانی اخبار ڈان کی رپورٹ کے مطابق،نواز شریف سعودی عرب میں ہیں،اس لئے وہ عدالت میں پیش نہیں ہوسکے۔(یو این آئی)

امریکا میں لاکھوں کمسن بچوں کی شادیوں کا انکشاف

دوسروں کو درس دینے والے امریکا میں خود چائلڈ میرج پر پابندی نہیں۔ برطانوی نشریاتی ادارے کی رپورٹ کے مطابق امریکا بھر میں چائلڈ میرج کی قانونی طور پر اجازت ہے اور 2000ء سے 2015ء تک 15 سال کے عرصے میں وہاں 2 لاکھ سے زائد کم سن بچوں کی شادیاں ہوئیں جن میں ایسی لڑکیاں بھی تھیں جن کی عمر 10 سال تھی۔دنیا میں زمبابوے، ملاوی، السلواڈور اور پاکستان جیسے ممالک نے 18 سال سے کم لڑکے لڑکی کی شادی پر پابندی عائد کردی ہے لیکن دوسری طرف دوسروں کو ہدایات جاری کرنے والے امریکا میں خود کم عمری کی شادی کی اجازت ہے۔امریکا کی آدھی سے زیادہ ریاستوں میں شادی کی کم از کم عمر کا تعین ہی نہیں کیا گیا ہے، جب کہ جن ریاستوں میں شادی کی کم از کم عمر کی حد مقرر کی گئی ہے وہ بھی 13 اور 14 سال ہے۔رپورٹ کے مطابق امریکا میں چائلڈ میرج کا معاملہ دنیا کے پسماندہ اور افریقی ممالک سے بھی گیا گزرا ہے جنہوں نے کم عمری کی شادی پر مکمل پابندی عائد کردی ہے۔کم عمری کی شادی کے خلاف کام کرنے والی امریکی این جی او کی فریڈی ریس نے کہا کہ ہم اپنی خارجہ پالیسی بناتے ہیں اور پوری دنیا کو 18 سال سے کم عمر کے لڑکے لڑکیوں کی شادی پر پابندی لگانے کی ہدایت کرتے ہیں، لیکن خود ہمارے ہاں تمام 50 ریاستوں میں 18 سال سے کم عمری کی شادی کی اجازت ہے۔(نیوز ایکسپریس)

قطر نے غیر ملکی مزدوروں کے لیے کم از کم مزدوری طے کی

قطر نے غیر ملکی مزدوروں سے متعلق قوانین میں اصلاحات کا وعدہ کیا ہے جس میں پہلی بار کم سے کم اجرت کی حد مقرر کرنا بھی شامل ہے۔ابھی تک واضح نہیں ہوسکا کہ مجوزہ اصلاحات کو کب نافذ کیا جائے گا۔قطر کی جانب سے لیبر قوانین میں اصلاحات کا فیصلہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن آئی ایل او کے ایک دن بعد ہونے والے اجلاس سے پہلے آیا ہے۔قطر میں ایک اندازے کے مطابق 15 لاکھ غیر ملکی مزدور ہیں جن سے اکثریت کا تعلق ایشیائی ممالک سے ہے اور وہ تعمیراتی شعبے میں کام کرتے ہیں۔(بی بی سی لندن)

پاکستان کو مطلوب 70 افراد کا مبینہ قاتل ہنگری سے گرفتار

70 پاکستانیوں کا قاتل ہنگری میں گرفتار

پاکستان میں ستر افراد کے قتل کے الزام میں مطلوب شخص کو ہنگری میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کے مطابق یہ شخص تارکینِ وطن کے ایک گروپ کے ساتھ آسٹریا پہنچنا چاہتا تھا لیکن مقامی پولیس نے اسے ہنگری کے جنوبی سرحد کے قریب واقع علاقے سے گرفتار کرلیا۔حکام کے بقول یہ مبینہ اجرتی قاتل ''پاکستانی قصائی'' کے نام سے جانا جاتا تھا اور پاکستان کی درخواست پر انٹرپول نے اس کی گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری کرر کھے تھے۔ہنگری کی پولیس نے ایک بیان میں کہا کہ اہلکاروں نے غیر قانونی تارکینِ وطن کو سربیا سے ملحق سرحد پر روکا اور اسی گروپ میں انھیں یہ ۳۵ سالہ مطلوب شخص بھی ملا۔(وائس آف امریکہ)

جنگ نہیں امریکہ کا ہدف: میٹس

امریکہ کے وزیر دفاع جم میٹس نے شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے سرحدی علاقوں کے دورہ کے دوران کہا کہ جنگ ان کا ہدف نہیں ہے۔مسٹر میٹس نے کہا کہ وہ شمالی کوریا کے لیڈر کم جونگ اون کو نیوکلیائی تجربہ کو روکنے کے لئے رضامند کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ جنگ امریکہ کا مقصد نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ سلامتی کونسل کے ذریعہ اتفاق رائے سے مذمت کرنے کے باوجود شمالی کوریا مسلسل اکسانے والی کارروائی کررہا ہے جو علاقہ اور عالمی سیکورٹی کے لئے خطرناک ہے۔(یو این آئی)

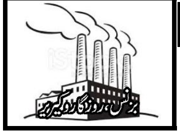

ہر سال آلودگی سے لاکھوں اموات

ایک تازہ عالمی تحقیق کے مطابق آلودگی دنیا بھر میں لاکھوں افراد کی اموات کا سبب بن رہی ہے۔ہلاکتیں آلودہ ہوا اور پانی کے ذریعے دل اور پھیپھڑوں کی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باعث ہوتی ہیں۔ریسرچ سے پتہ چلا ہے کہ آلودگی کے سبب ہلاک ہونے والے قریب نوے فیصد افراد کا تعلق غریب یا بدتر اقتصادی صورت حال والے ممالک سے ہوتا ہے۔علاوہ ازیں تیزی سے صنعت کاری کی جانب بڑھتے ممالک جیسے بھارت، پاکستان، چین، بنگلہ دیش اور مڈغاسکر میں آلودگی سے ہونے والی اموات کا تناسب ایک تہائی ہے۔امریکا میں ماؤنٹ سینائی کے اکاہن اسکول آف میڈیسن کے پروفیسر اور اس تحقیقی مطالعے کے شریک سربراہ فلپ لینڈریگن کا کہنا ہے، ''آلودگی ماحولیاتی چیلنج سے کہیں زیادہ کچھ ہے جو انسانی صحت اور خوشحالی کے متعدد پہلوؤں کو متاثر کرتی ہے۔'' تحقیق کے نتائج سے پتہ چلا ہے کہ فضائی کثافت اور آلودگی نے سن دو ہزار پندرہ میں نو ملین افراد کی جان لی تھی۔رپورٹ کے مطابق صرف ٹریفک اور کارخانوں کے دھوئیں سے آلودہ ہوا ہی 6.5 ملین ہلاکتوں کا سبب بنی۔بڑے پیمانے پر انسانی اموات کا دوسرا سبب آلودہ پانی تھا جس کے پینے سے معدے کی بیماریوں اور بیکٹیریا انفیکشن نے جنم لیا اور ایک اعشاریہ آٹھ ملین افراد کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونے پڑے۔۲۰۱۵ء میں آلودگی سے سب سے زیادہ 2.5 ملین اموات بھارت میں ہوئیں جبکہ دوسرے نمبر پر ایک اعشاریہ آٹھ ملین جانوں کا ضیاع چین میں ہوا۔(ڈوئچے ویلے)

سنگاپور دنیا کا طاقتور ترین پاسپورٹ رکھنے والا پہلا ایشیائی ملک

دنیا بھر کے ممالک کی پہچان ان کے پاسپورٹ سے ہی ہوتی ہے اور کسی بھی ملک کے پاسپورٹ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس ملک کا باشندہ ویزے کے بغیر کتنے ممالک کا دورہ کرسکتا ہے۔اور اس میں سرفہرست رہنے کا اعزاز اب تک یورپین ممالک کو ہی حاصل تھا،لیکن تاریخ میں پہلی بار کوئی ایشیائی ملک یہ اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ پاسپورٹ انڈیکس رینکنگ کی عالمی ویب سائٹ کے مطابق گزشتہ 2 سال تک جرمنی کو دنیا کا طاقتور پاسپورٹ رکھنے کا اعزاز حاصل تھا،مگر اب سنگاپور نے صرف ایک پوائنٹ سے جرمنی سے یہ اعزاز چھینتے ہوئے اسے نیچے دھکیل دیا ہے۔رپورٹس کے مطابق حال ہی میں جنوبی امریکا کے ملک پیراگوئے نے سنگاپور سے ویزا پابندی ختم کرنے کا اعلان کیا جس کے بعد ویزا فری ممالک کی فہرست میں سنگاپور 159 پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست ہوگیا یعنی سنگاپور کے شہری پاسپورٹس رکھنے والے 159 ممالک میں بغیر ویزہ کے جاسکتے ہیں، جب کہ جرمنی 158 پوائنٹس کے ساتھ دوسرے نمبر پر موجود ہے۔ دنیا میں طاقتور پاسپورٹس رکھنے والے ممالک میں جرمنی کے بعد سویڈن اور جنوبی کوریا 157، کے ساتھ تیسرے جب کہ ڈنمارک، فن لینڈ، اٹلی، فرانس، اسپین، ناروے، جاپان، برطانیہ 156 پوائنٹس کے ساتھ چوتھے نمبر پر موجود ہیں۔لکسمبرگ، سوئٹزرلینڈ، نیدرلینڈ، بیلجیئم، آسٹریا اور پرتگال 155 پوائنٹس کے ساتھ پانچویں نمبر پر ہیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے صدر بننے کے بعد امریکی پاسپورٹ دن بدن نیچے آرہا ہے اور امریکی شہری اب 154 ممالک میں بغیر ویزے کے جاسکتے ہیں جب کہ امریکا کے ساتھ چھٹے نمبر پر ملائیشیا، آئرلینڈ اور کینیڈا موجود ہیں۔دوسری جانب سنگاپور کے حکام کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے کہ ایشیائی ملک طاقتور پاسپورٹ رکھنے والے ممالک میں سرفہرست ہوا اور یہ سنگاپور کے سفارتی تعلقات اور موثر غیر ملکی پالیسی کا نتیجہ ہے۔

واضح رہے افغانستان کا شمار دنیا میں کمزور ترین پاسپورٹ رکھنے والے ممالک میں ہوتا ہے اور اس کے شہری صرف 22 ممالک میں بغیر ویزا کے سفر کرسکتے ہیں جب کہ اس کے بعد پاکستان کا نمبر آتا ہے جس کا ویزہ اسکور 26 ہے۔گلوبل رینکنگ میں ہندوستان کا مقام 78 واں ہے اور اس کا ویزہ اسکور 46 ہے۔

جے ای ای ایڈوانس (JEE Advance) کی فیس بڑھی

جے ای ای ایڈوانس۔2018 کے امتحان کے لیے رجسٹریشن فیس بڑھادی گئی ہے۔طلبہ کو اب اس بڑھی ہوئی فیس کے ساتھ جی ایس ٹی بھی دینا ہوگا۔جی ایس ٹی کا ریٹ رجسٹریشن کے وقت سرکار طے کرے گی۔ یہ فیصلہ آئی آئی ٹی کان پور کے ذریعہ کیا گیا ہے۔واضح ہو کہ اس بار جے ای مین اور ایڈوانس کے امتحان کا انعقاد آئی آئی ٹی کان پور کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔جے ای ای مین کا امتحان ۸/اپریل سے ہوگا اس امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہونے والے 2.24 لاکھ طلبہ وطالبات ایڈوانس کا امتحان دیں گے۔ایڈوانس کا امتحان ۲۰/مئی کو ہوگا۔اب تک جنرل کیٹگری کے امتحان کی فیس 2400 روپئے تھی جو اب بڑھ کر 2600 روپئے ہوگئی ہے، اسی طرح لڑکیوں، معذوروں، اور ایس ایس ٹی کے امیدواروں کے لیے فیس 1200 روپئے تھی جو اب بڑھا کر 1300 روپئے کردی گئی ہے۔اس فیس کے علاوہ جی ایس ٹی بھی دینا ہوگا، جو ابھی طے نہیں کیا گیا ہے۔(نوبھارت ٹائمز)

دبئی میں جائداد خریدنے والوں میں ہندوستانی اول

جائداد میں سرمایہ کاری کے معاملے میں دنیا کے مشہور ترین مقامات میں سے ایک دبئی میں زمین خریدنے والوں کی فہرست میں ہندوستانی سرمایہ کاروں کو اول مقام حاصل ہے۔جنوری ۲۰۱۶ء سے جون ۲۰۱۷ء تک ہندوستانیون نے دبئی میں ۴۲۰۰۰ کروڑ روپئے کی جائدادیں خریدی ہیں۔دبئی کے لینڈ ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق وہاں جائداد خریدنے کے معاملہ میں ہندوستانی سرمایہ کار پہلے نمبر پر پہونچ گئے ہیں۔۲۰۱۴ء کے مقابلہ میں سرمایہ کاری میں ۱۲۰۰۰ کروڑ روپئے کا اضافہ ہوا ہے۔(نوبھارت ٹائمز)

طب وصحت

ڈینگو سے بچاؤ، علاج اوراحتیاطی تدابیر

حکیم نازش احتشام اعظمی

ڈینگو بخار نے تو لوگوں میں ملیریا اور ٹائفائیڈ بخار کو بھی مات دے دی ہے، آج کل ہر کوئی ڈینگو مچھر سے خوفزدہ نظرآ تا ہے۔ڈینگو بخار کی عام علامات تیز بخار، جسم میں شدید درد اور منہ اور بازؤوں پر سرخ دھبے پڑنا ہے۔ ماہرین طب کے مطابق ڈینگو وائرس انسانی خون میں داخل ہو کر سب سے پہلے تلی کی کارکردگی کو متاثر کرتا ہے۔تلی انسانی جسم کا وہ عضو ہے جو جسم کا خون صاف کرتی ہے۔تلی کا اہم ترین کام اینٹی باڈیز بنا کر جسم کے اندر جراثیم کے خلاف قوت مدافعت کو بڑھانا اور جسم میں پلیٹ لیٹس کی کمی کو پورا کرنا ہے۔ جب ڈینگو وائرس جسم میں داخل ہوتا ہے تو پلیٹ لیٹس اور خون کے سفید خُلیے تیزی سے تباہ ہونے لگتے ہیں اور جب ہزاروں کی تعداد میں تباہ شدہ خون کے سفید خُلیے اور پلیٹ لیٹس تلی میں پہنچتے ہیں تو تلی پر ورم ہو جاتا ہے یہ صورتحال نہ صرف انسانی صحت کے لیے بلکہ زندگی کے لیے بھی خطرناک ہوتی ہے۔

اگر کسی کے جسم پر سرخ دھبے ظاہر ہوں، جسم میں درد ہونا، ہڈیوں، آنکھوں، جوڑوں اور انگ انگ کا درد کرنا پایا جائے، تو یہ اشارہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو ڈینگو بھی ہوسکتا ہے، اپنی طرف سے کوئی تشخیص یا فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے فیملی معالج سے مشورہ کریں۔

یہ بات یاد رکھیں !ڈینگو بخار سخت فلو کی طرح کی ایک بیماری ہے feverhemorrhagicdengue بخار کی ایک قسم ہے جو زیادہ پیچیدہ ہوتی ہے جس میں تیز بخار، جگر کا بڑھ جانا اور بیماری کی شدت میں failure circulatory کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس طرح کا بخار اچانک شروع ہوتا ہے اور فلو جیسی علامتیں ظاہر کرتا ہے۔ یہ بخار 2 سے 7 دن تک عموماً رہتا ہے اور درجہ حرارت 104 سینٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔ یہ بات کبھی بھی نہ بھولیں کہ ڈینگو کا کوئی خاص علاج نہیں ہوتا ہے۔ بیماری کی حالت میں مریض کو پانی کا استعمال زیادہ کروایا جاتا ہے۔ڈینگو بخار ہو جائے تو مریض کو فوری طور پر کسی قریبی طبی مرکز پہنچائیں۔

اس بیماری کی تشخیص اور علاج کسی مستند ڈاکٹر سے ہی کرائیں۔ڈینگو میں مبتلا مریض کو روزمرّہ غذا کے ساتھ ساتھ زیادہ مقدار میں جوس، پانی، سوپ اور دودھ پلائیں۔ مریض کا درجہ حرارت 102 ڈگری F سے کم رکھیں۔ڈینگو بخار کے مریض کو مرض کے دوران اسپرین اور بروفین کسی صورت میں استعمال نہ کرائیں۔

سخت بیماری کی صورت میں منہ سے خون آنا

کہا جاتا ہے کہ ڈینگو بخار۔ڈینگو ''dengue'' اسپینی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی cramp یا seizure کے ہیں، 1950 میں یہ بیماری جنوب مشرقی ایشیاء کے مما لک میں ایک وبا کی صورت میں نمودار ہوئی تھی، جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ خصوصاً بچے ہلاک ہو گئے۔ 1990 کے آخر تک اس بیماری سے ایک اندازے کے مطابق 40 لاکھ افراد ہلاک ہو چکے تھے۔1975 سے 1980 تک یہ بیماری عام ہوگئی۔2002 میں برازیل کے جنوب مشرق میں واقع ریاست Rio Janeirode میں یہ بیماری وبا کی صورت اختیار کر گئی اور اس سے دس لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ بات عموماً دیکھنے میں آئی ہے کہ یہ بیماری تقریباً ہر پانچ سے چھ سال میں پھیلتی رہتی ہے۔سنگاپور میں ہر سال چار ہزار سے پانچ ہزار افراد اس وائرس کا شکار ہوتے ہیں، جبکہ 2003 میں سنگاپور میں اس بیماری سے چھ افراد کی ہلاکت بھی ہوئی۔ اور جو افراد ایک مرتبہ اس بیماری میں مبتلا ہو جائیں وہ اگلی مرتبہ بھی اس بیماری کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ مچھر کے کاٹنے سے پھیلنے والی ملیریا نامی بیماری کی اگلی صورت کہی جاسکتی ہے۔اس بیماری کے مچھر کی ٹانگیں عام مچھروں سے لمبی ہوتی ہیں اور یہ مچھر قدرے رنگین سا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیگر مچھروں کی طرح گندی جگہوں اور کھڑے پانی میں پیدا ہوتا ہے۔ابھی تک اس بیماری کی کوئی پیٹنٹ دوا یا ویکسین ایجاد نہیں ہوئی ہے۔تھائی لینڈ کے سائنسدانوں نے ڈینگو وائرس کی ایک ویکسین تیار کی ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اگر چہ اس ویکسین کے تین ہزار سے پانچ ہزار افراد اور مختلف جانوروں پر تجربے کیے جا چکے ہیں جس کے ابھی تک قدرے مثبت نتائج سامنے آئے ہیں۔2002 میں سوئس فارما کمپنی اور Economic Singapore Development board نے مشترکہ طور پر اس وائرس کے خاتمے کی دوا تیار کرنے پر کام شروع کیا ہے۔

یاد رکھیں اسلام نے صفائی کو نصف ایمان کا درجہ دے کر انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے، یہ سچ ہے اگر انسان اپنی صفائی کے ساتھ ساتھ گھر محلّہ اور ملک کی مجموعی صفائی پر توجہ مرکوز کرے تو آدھی بیماریاں خود بخود نیست و نابود ہو جائیں گی۔

مچھروں کی افزائش کی روک تھام

اپنے گھر اور آس پاس موجود ڈینگو پھیلانے والے مچھروں کا خاتمہ کریں۔ یہ مچھر عام طور پر پانی میں پرورش پاتے ہیں۔اپنے گھر کے صحن میں موجود کوڑا کرکٹ اور غیر ضروری سامان جس میں بارش کا پانی جمع ہو سکتا ہو وہ ختم کر دیں۔استعمال شدہ بوتلیں، پرانے برتن، ٹین کے ڈبے اور پلاسٹک بیگ مناسب طریقے سے ٹھکانے لگا دیں تا کہ ان میں بارش کا پانی جمع نہ ہو سکے۔ایسے پانی میں مچھر پیدا ہوتے ہیں جو ڈینگو پھیلاتے ہیں۔صاف پانی جمع کرنے والے برتن مثلاً گھڑے، ڈرم، بالٹی، ٹب وغیرہ ڈھانپ کر رکھیں۔چھت پر پانی والی ٹینکی کو مکمل ڈھانپ کر رکھیں اور پانی کے داخل اور خارج ہونے والے مقام پر جالی کا استعمال کریں۔

گملوں اور پودوں کی کیاریوں میں پانی جمع نہ ہونے دیں۔گملوں کے نیچے برتنوں کو بھی خشک رکھیں۔ کیونکہ مادہ مچھر وہاں بھی انڈے دے کر اپنی نسل بڑھا سکتی ہیں۔گھر کے آس پاس پانی جس کی نکاسی ممکن نہ ہو اس میں مٹی کا تیل ڈالیں۔ پانی کے ٹوٹے ہوئے پائپوں کی فوراً مرمت کروالیں تا کہ ان میں سے پانی کا ٹپکنا اور رسنا بند ہو جائے۔روم ایئر کولر وغیرہ جو استعمال میں نہ ہوں سے پانی خارج کر دیں۔

آخر میں دو باتیں

اول:۔ علاج کسی بھی طریقہ علاج جیسا انگریزی ادویات، دیسی ادویات یا ہومیو پیتھک ادویات سے ممکن ہیں، کیونکہ اسلام نے ہمیں بتا دیا ہے کہ کوئی بھی بیماری لاعلاج نہیں، لیکن یاد رہے کہ اپنا علاج خود مت کریں، اگر آپ کو دم تعویز یا روحانی علاج بھی کروانا ہے تو ماہر باعمل عامل کے مشورے سے کریں، اگر انگریزی علاج کروانا ہے تو کسی بھی تجربہ کار ایم بی بی ایس کے مشورے سے کریں، اگر آپ دیسی ادویات یا حکمت سے علاج کروانا چاہتے ہیں تو نیم حکیم کی بجائے کوالیفائڈ حکیم کا چناؤ کریں اور حکیم صاحب کی ہدایت پر عمل کریں، اگر آپ دنیا کا بے ضرر طریقہ ہومیو پیتھی سے علاج کروانے کو ترجیح دیں تو یہ سب سے بہتر ہے۔ یاد رکھیے کوالیفائڈ رجسٹرڈ ہومیو پتھیک ڈاکٹرز جو تجربہ و مہارت رکھتا ہو۔

ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

بلقیس بانو کے معاملہ میں گجرات حکومت سے سپریم کورٹ کا جواب طلب

سپریم کورٹ نے 2002 گجرات فسادات کی متاثرہ بلقیس بانو کو زیادہ معاوضہ دینے کے لئے علاحدہ درخواست دائر کرنے کا مشورہ دیا، ساتھ ہی گجرات حکومت سے یہ بھی پوچھا ہے کہ آخر اس نے بلقیس بانو عصمت دری معاملے میں اپنے فرائض میں لاپرواہی برتنے والے پولس اہلکاروں کے خلاف کی اکارروائی کی ؟ عدالت عظمٰی نے گجرات حکومت سے اس ضمن میں چار ہفتوں کے اندر جواب دینے کو کہا ہے۔کورٹ نے ریاستی حکومت سے یہ جواب اس وقت طلب کیا جب اسے بلقیس بانو کی جانب سے پیش وکیل نے یہ بتایا کہ اس معاملے میں فرائض کے تئیں لاپرواہی برتنے والے پولیس اہلکاروں کو دوبارہ کام پر رکھ لیا گیا ہے، اگرچہ ریاستی حکومت کی دلیل تھی کہ ملزم پولس اہلکاروں نے اپنی سزا بھگت لی ہے۔بلقیس نے عدالت سے یہ بھی کہا ہے کہ اسے گجرات حکومت سے زیادہ معاوضہ ملنا چاہئے، اس پر عدالت نے کہا کہ اگر وہ معاوضہ میں اضافہ کی خواہاں ہیں تو انہیں الگ سے ایک ایس ایل پی (خصوص اجازت نامہ) کے دائر کرنی چاہئے، گودھرا سانحہ کے بعد گجرات میں ہوئے فسادات میں بلقیس بانو کے خاندان کے کئی اراکین کو فسادیوں نے مار ڈالا تھا۔فسادیوں نے اس کے ساتھ اجتماعی عصمت دری بھی کی تھی، جب بلقیس نے پولس سے کاروائی کی گزارش کی تو پولس اہلکاروں نے اسے سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکی دے کر بھگا دیا تھا۔

ملک کا نظام درہم برہم سا لگ رہا ہے: جسٹس ساونت

سپریم کورٹ کے سابق جج اور پریس کونسل آف انڈیا کے سابق چیرمین جسٹس پی وی ساونت نے اتحاد برائے انصاف وامن، میں کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن نہ ہونے کی وجہ سے ملک کا نظام درہم برہم سا لگ رہا ہے اور آج حکومت میں شخصیت تو بدل گئی للن نظام نہیں بدل سکا، جس کی وجہ ملک کی صورت حال دن بدن بدتر ہوتی چلی گئی اور لوگوں کے سامنے گوناگوں مسائل کھڑے ہوتے گئے، انہوں نے اس کے ساتھ ہی اقتصادی نظام بدلنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں وہ اقتصادی نظام کی ضرورت ہے جو نوجوانوں اور بے روزگاروں کو نوکری دے سکے۔لہذا ہمیں عوامی فلاح بہبود والا نظام چاہئے تا کہ انسانیت بچ سکے۔جسٹس ساونت نے موجودہ اقتصادی نظام کو استحصالی نظام اور کارپوریٹ گھرانے کی بہبود پر مبنی نظام قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سے صرف ایک خاص طبقہ کو فائدہ پہونچا ہے۔ انہوں نے اس طرح کے نظام سے ۷۰؍فیصد لوگوں کی نوکریاں ختم ہو جائیں گے، آئین پر منڈلاتے خطرات کے حوالے انہوں نے کہا کہ آئین کو بچانے کے لئے تمام اپوزیشن پارٹیوں کو ایک ساتھ آنا ہوگا۔ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ اتحاد مثبت سوچ کی بنیاد پر ہونا چاہئے، انہوں نے اس سے پہلے کی تمام تحریکوں کو منطقی سوچ پر مبنی قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کی تحریک کا مقصد صرف ایک خاص شخص کو ہٹانا تھا اور شخصیت ہٹتی گئی اور نظام جوں کا توں برقرار رہا اور اس کا فائدہ صرف ایک خاص تنظیم کو ملا۔انہوں نے سماجی نظام پر زور دیتے ہوئے کہ اکہ اگر یہ نظام کسی ملک میں ناکام ہو جائے تو ضروری نہیں کہ ہندوستان میں بھی ناکام ہو جائے۔ (روزنامہ ندیم بھوپال ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۷)

گجرات اسمبلی انتخابات، 2 مرحلوں میں پولنگ اور 18 دسمبر کو نتائج کا اعلان

چیف الیکشن کمشنر اچل کمار جیوتی نے گجرات اسمبلی انتخابات کے پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کل 182 سیٹوں میں سے پہلے مرحلے میں 89 نشستوں کے لئے 9 دسمبر کو اور دوسرے مرحلے میں بقیہ 93 نشستوں کے لئے 14 دسمبر کو پولنگ کرائی جائے گی۔ پہلے مرحلے کا نوٹیفکیشن 14 نومبر کو جاری کیا جائے گا۔ پرچہ نامزدگی داخل کرنے کی آخری تاریخ 21 نومبر ہوگی اور کاغذات کی جانچ 22 نومبر کو کی جائے گی۔ 24 نومبر تک نام واپس لئے جائیں گے۔ دوسرے مرحلے کا نوٹیفکیشن 20 نومبر کو جاری ہوگا اور کاغذات نامزدگی 27 نومبر تک بھرے جاسکیں گے، نامزدگی سے متعلق کاغذات کی جانچ 28 نومبر کو کی جائے گی اور نام 30 نومبر تک واپس لئے جاسکیں گے۔ گجرات اسمبلی انتخابات میں 4 کروڑ 33 لاکھ 37 ہزار 492 رائے دہندگان حق رائے کا استعمال کریں گے۔ پولنگ اسٹیشنوں کی کل تعداد 50128 ہے۔ اور 18 دسمبر کو تمام سیٹوں کی گنتی کی جائے۔

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلم پرسنل لا دین کا بنیادی حصہ ہے

جامعہ مسیح العلوم بنگلور کے اجلاس عام میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کا خطاب

دین اسلام صرف نماز، روزہ جیسی چند عبادات کا نام نہیں بلکہ اسلام نام ہے مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی کا، اور کامل مسلمان وہی شخص ہے جو زندگی کے تمام حصہ میں اسلامی ضابطہ حیات کا پابند ہو، آپ جانتے ہیں کہ انسانی اور سماجی زندگی کے مختلف مراحل جن میں سے ایک اہم مرحلہ عائلی اور خاندانی زندگی کا ہے، زندگی کا یہ حصہ بہت ہی اہم ہے، اسی عائلی زندگی سے تعلق رکھنے والے چند اہم شرعی مسائل کے مجموعہ کو مسلم پرسنل لا کہا جاتا ہے، ہندوستان پر انگریزوں کے غلبہ کے بعد مسلمانوں کا دینی نظام جس طرح متاثر ہوا اس سے آپ واقف ہیں، انگریزوں نے ہماری جان و مال کے ساتھ ہمارے دین وشریعت کو بھی بیحد نقصان پہونچایا، یہاں تک کہ عائلی زندگی سے تعلق رکھنے والے وہ مسائل جن کو نکاح، طلاق، مہر، نفقہ، خلع، ہبہ وصیت اور وراثت کہا جاتا ہے، ان کو بھی ہمارے زندگی سے چھین لینا چاہا، لیکن وقت کے بیدار مغز علماء کرام نے پوری پامردی کے ساتھ فتنہ کا مقابلہ کیا، جس کے نتیجہ میں ان عائلی مسائل کو تحفظ ملا، توقع تھی کہ آزادی کے بعد ان عائلی مسائل میں شریعت پر عمل کی پوری آزادی مسلمانوں کو حاصل رہے گی لیکن افسوس کہ آزادی کے بعد بھی دین وشریعت کے اس حصہ کو مختلف انداز میں سازش کا نشانہ بنایا جاتا رہا، ایک لمبی تاریخ ہے جس پر اتنے کم وقت میں روشنی ڈالنا ممکن نہیں، ابھی حالیہ دنوں میں طلاق، حلالہ اور ایک سے زائد نکاح کے تعلق سے جو صورت حال پیدا کی گئی اور پھر اس سلسلہ میں جو فیصلہ سامنے آئے وہ آپ کے سامنے ہے، ایسے حالات میں ہمیں اپنے دین وایمان کے تحفظ کے لئے خصوصی طور پر بیدار ہونے کی ضرورت ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ جس طرح ہم نماز اللہ کے حکم سے پڑھتے ہیں، روزہ اس کے حکم سے رکھتے ہیں، اسی طرح دین کے دیگر معاملات اور خاندانی ومعاشرتی زندگی میں اللہ کے حکم کی مکمل پابندی کریں، اگر ہم ایسا کریں گے تو باہری فتنے ہماری دینی زندگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتے، مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس سلسلہ میں اصلاح معاشرہ کی جو تحریک شروع کر رکھی ہے، آپ اس کا حصہ بنیں، اس تحریک کو آگے بڑھائیں اور یاد رکھیں کہ آج کے حالات میں شریعت کے تحفظ کا سب سے موثر ذریعہ شریعت پر عمل ہے۔

۱۱/۱۲ رنومبر کو جہان آباد اور پٹنہ میں نقباء امارت شرعیہ کا اجتماع

ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے آج اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ امارت شرعیہ کے تنظیمی نظام کو مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے بلاک اور ضلع کی سطح پر نقباء ونائبین، علماء وائمہ اور خواص کا اجتماع منعقد ہوا کرتا ہے، جس میں انہیں موجودہ حالات کے تناظر میں ملی مسائل اور ان کے حل سے روشناس کرایا جاتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کے تعلق سے انہیں سرگرم عمل رکھنے کے لئے حضرت امیر شریعت مدظلہ کے پیغام سے آگاہ کیا جاتا ہے، نقباء حضرات کو ان کے منصب کی عظمت اور اس کے تقاضے بتائے جاتے ہیں، چنانچہ اسی سلسلہ میں ضلع جہان آباد وضلع ارول کے نقباء، نائبین، علماء وائمہ اور خواص کا ایک اہم اجتماع ۱۱ رنومبر ۲۰۱۷ء بروز سنیچر بوقت ۱۰ ربجے دن کائنات انٹرنیشنل اسکول ''کاکو'' جہان آباد میں منعقد ہو رہا ہے، جبکہ ضلع پٹنہ کے نقباء، نائبین، علماء وائمہ اور خواص کا اجتماع ۱۲ رنومبر ۲۰۱۷ء بروز اتوار بوقت ۱۰ ربجے دن المعہد العالی ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوگا، دونوں اجتماعات کی تیاری زور وشور سے جاری ہے، ناظم صاحب نے ضلع جہان آباد وارول اور پٹنہ کے نقباء ونائبین، علماء وائمہ اور خواص سے اپیل کی ہے کہ وہ اجتماع کو بامقصد اور کامیاب بنانے کے لئے اپنا تعاون دیں اور اجتماع میں شریک ہو کر ملی بیداری کا ثبوت دیں۔

ضلع اررریہ کے مختلف گاؤں میں امارت شرعیہ کا حالیہ ریلیف ورک

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی جانب سے شمالی بہار کے سیلاب زدگان کے درمیان بڑے پیمانے پر راحت کاری کا کام کیا گیا۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے، ریلیف کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے امارت شرعیہ کی ایک ٹیم جس میں مولانا نور عالم رحمانی اور مولانا سعود اللہ رحمانی شامل تھے، اررریہ ضلع کے مختلف سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا، متاثر لوگوں کے درمیان غذائی اشیاء تقسیم کرنے کے علاوہ وہاں سے ایسے لوگوں کی فہرست بنائی گئی ہے، جن کے مکان سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں اور ان کو سر چھپانے کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں ہو سکا ہے۔ رواں ہفتے میں جن علاقوں میں امارت شرعیہ کی اس ریلیف ٹیم نے کام کیا ہے، ان میں مصوریا، بنگلہ کورٹ، مجگواں، بھونا، کیلا باڑی، مچھیلا، ترہرا، چینن پور، صدام محلّہ، جوگندر، کامت بستی، پورنداہا صدر، سرگدی، پچھی پور، رحمت گنج، چاند پور، بلواہی، سعدیہ ٹولہ، ست گرھہ، عیدگاہ محلّہ، نصارت محلّہ، پوکھر ٹولہ، قبرستان محلّہ، نورنگر رہیٹا سرگدی وغیرہ گاؤں شامل ہیں۔ واضح ہو کہ امارت شرعیہ نے اپنے ریلیف ورک کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا تھا۔ پہلا مرحلہ سیلاب کے درمیان لوگوں کی زندگی بچانے کے لیے بنیادی ضرورت کے سامان مہیا کرانا، دوسرا مرحلہ سیلاب کا پانی اترنے کے بعد جب لوگ گھروں کو واپس لوٹیں تو اس وقت ان کی ضرورت کے لحاظ سے ان کی مدد کرنا اور تیسرا مرحلہ ایسے لوگوں کی باز آباد کاری کا انتظام جن کے گھر بار ختم ہو گئے اور ان کے لیے سر چھپانے کا کوئی آسرا نہیں بچا۔ پہلے مرحلہ میں امارت شرعیہ کی جانب سے متاثرہ دس اضلاع میں جہاں جہاں لوگ پانی میں پھنسے ہوئے تھے وہاں غذائی اشیاء، پینے کا پانی سر چھپانے کے لیے ٹینٹ وغیرہ فراہم کیا، دوسرے مرحلہ میں جب سیلاب کا پانی اترنے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ان تک خوراک پہونچانے کا سلسلہ جاری ہے، تاکہ خود سے خوراک فراہم کرنے کے قابل ہونے تک ان مصیبت زدوں کی خبر گیری ہو سکے۔ اس مرحلہ میں سیلاب زدگان کے لیے سردی کی آمد سے پہلے گرم کپڑوں اور کمبل وغیرہ کا انتظام کرنا شامل ہے، اس کے لیے ناظم امارت شرعیہ نے اہل خیر سے اپیل کی ہے کہ وہ متاثرین تک گرم کپڑے اور کمبل وغیرہ پہونچانے میں امارت شرعیہ کی مدد کریں۔ امارت شرعیہ کی جانب سے بھی کمبلوں کا نظم کیا جا رہا ہے اور عنقریب سیلاب زدگان کے درمیان اس کی تقسیم شروع کی جائے گی۔ تیسرے مرحلے یعنی باز آباد کاری کے سلسلہ میں حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کے حکم سے امارت شرعیہ کی کئی ٹیمیں اررریہ، پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار، دربھنگہ، سمستی پور، مشرقی چمپارن، مغربی چمپارن کے متعدد گاؤں اور قصبات کا سروے کر کے ایسے لوگوں کی فہرست بنا رہے ہیں جن کا گھر بار بالکل تباہ ہو چکا ہے اور ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ مستقبل قریب میں اپنے بوتے پر گھر بنا سکیں۔ سروے کا کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے، رپورٹیں دفتر میں آرہی ہیں، رپورٹ کے مطابق جلد ہی باز آباد کاری کا کام شروع کیا جائے گا۔ راقم محمد سہراب ندوی حضرت امیر شریعت مدظلہ کے حکم سے اس وقت اررریہ، پورنیہ، کٹیہار اور کشن گنج کے دورہ پر ہے، اس دورہ میں خاص طور پر ریلیف کے سابقہ کاموں کے جائزہ کے ساتھ اگلے مرحلہ میں باز آباد کاری اور گرم کپڑوں کی تقسیم کا جو کام ہونا ہے اس کا نقشۂ عمل طے کیا جا رہا ہے، انشاء اللہ حالات اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے سروے رپورٹ کی روشنی میں اس آخری مرحلہ کا کام بھی پورا کیا جائے گا، ناظم امارت شرعیہ نے اہل خیر سے اپیل کی ہے کہ چونکہ ایک وسیع خطے میں تباہی ہوئی ہے اور لاکھوں لوگوں کے مکانات تباہ ہوئے ہیں، ایک ایک فرد تک پہونچنا ممکن تو نہیں ہے، لیکن اگر ملک کے اصحاب ثروت نے توجہ دی تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی دادرسی کی جا سکے گی۔

جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی نے دین کی بے مثال خدمت انجام دی ہے

جامع ازہر مصر کے شیخ کا استقبالیہ اجلاس سے خطاب

ہم بہت ہی خوشی محسوس کر رہے ہیں اس مبارک جگہ پر آکر، اللہ تعالیٰ اس جگہ کی شان کو باقی رکھے، اور آپ سب خوش قسمت ہیں کہ ایسے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جہاں تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفوس کا سنگم ہے، ایسے ادارے کم ملتے ہیں جہاں اس طرح کے سنگم ہوں، لیکن یہاں کا تعلیمی نظام اور یہاں کا حسن انتظام لائق تحسین ہے۔ ان خیالات کا اظہار **مہمان محترم سماحۃ الشیخ الدکتور سیف رجب قزامل ناظم اعلیٰ شعبہ فقہ جامعۃ الازہر مصر،** جامعہ رحمانی میں استقبالیہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ آپ سب مدارس کے طالب علم ہیں اور آپ نبی کریم صلی اللہ کی سیرت سے بخوبی واقف ہیں، آپ سب نوجوان ہیں، چست وتندرست ہیں اور یہی وقت ہے علوم نبویہ میں گہرائی وگیرائی حاصل کرنے کا، ابھی آپ جس قدر محنت کریں گے، منزلیں اتنی ہی آسان ہوں گی، اور احکام اسلام پر عمل آپ کے لیے زیادہ آسان ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام حضرت عمر، حضرت ابوبکر، حضرت علی وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین نے کس قدر دین کی راہ میں مشقتیں برداشت کیں، تب جاکر وہ عزت ومرتبت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، اس لیے آپ کی ذمہ داری ہے کہ صحابہ کرام کی زندگی کو اپنا نمونہ بنائیں، آپ جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر جس کی بنیاد الامام مولانا محمد علی مونگیری نے شریعت اور علم کی حفاظت کے لیے رکھی تھی اور انہوں نے دین کی حفاظت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی، اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی اپنی خدمات کی وجہ سے پوری دنیا میں عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے اور اس کے فیض یافتہ مختلف ملکوں میں خدمت انجام دے رہے ہیں، جامعہ رحمانی کا تذکرہ جامعۃ الازہر مصر میں میں نے بار بار سنا اور یہاں کے فیض یافتہ جب وہاں تعلیم حاصل کرنے گئے تو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا، اور اللہ نے موقعہ دیا کہ آج میں اس مقدس اور متبرک مقام پر حاضر ہوں، اس سے پہلے بھی جامعہ ازہر سے ہمارے بڑے یہاں حاضر ہوتے رہے ہیں اور یہاں کے تعلیمی نظام اور یہاں کی تحریکوں سے خوش ہو کر گئے ہیں، آپ سب اس وقت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی سرپرستی میں علم حاصل کر رہے ہیں، جنکی تعلیمی سونچ بہت اونچی ہے اور جنکی سربراہی اس ملک کے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لیے لائق تحسین ہے، آپ اپنے اندر اخلاص پیدا کریں، انتھک کوشش کریں، مسلسل محنت کریں اگر یہ چیزیں ہمارے اندر آگئیں تو اس راہ میں ہمارے قدم آگے بڑھتے رہیں گے، کامیاب ہوتے رہیں گے، اور دونوں جہاں کے لیے چراغ بن سکیں گے، مہمان محترم نے کہا کہ حضرت مفکر اسلام کی فکر صالح اور سونچ بہت اونچی ہے، اسلئے انہوں نے اپنی سرکردگی میں دونوں طرح کی تعلیم کا نظم فرما دیا، ایک طرف دینی تعلیم اور دوسری طرف دنیوی تعلیم کے لیے رحمانی فاؤنڈیشن اور رحمانی ۳۰ قائم کیے تاکہ مسلم بچے اعلی عہدے پر فائز ہو کر قوم وملت کی صحیح نہج پر خدمت کر سکیں۔ مہمان محترم سماحۃ الشیخ الدکتور سیف رجب ناظم اعلیٰ شعبہ فقہ جامعۃ الازہر مصر، شیخ اسامہ احمد احمد یوسف ناظم مالیات جامعہ ازہر مصر ان حضرات کے آنے کا مقصد تھا کہ جامعہ رحمانی کے نظم ونسق اور تعلیمی نظام اور نصاب کا معائنہ کرنا اس کے ساتھ جامعہ رحمانی کے تعلمی نصاب میں جو حفظ ۳۰ کا جدید شعبہ قائم کیا گیا ہے، خصوصی طور پر اس کا معائنہ کرنا اور سمجھنا شامل تھا، جسے انہوں نے بڑی گہرائی اور گیرائی سے دیکھا اور اس نصاب کی بڑی تعریف کی اور سراہا، ان کی آمد کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ جامعہ رحمانی کے نصاب کو جامعہ ازہر کے نصاب سے ضم کرتے ہوئے یہاں کے فارغین کو جامعہ ازہر میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع دیئے جائیں، جس کے نتیجہ میں جامعہ رحمانی کے دو فارغ کا نام منتخب ہو کر جامعہ ازہر بھیج دیا گیا ہے، تاکہ وہاں اعلیٰ تعلیم میں یہ داخل ہو کر علم حاصل کر سکیں، اور یہ جامعہ ازہر اور جامعہ رحمانی کے انضمام کا شروعاتی قدم ہے۔

جامعہ رحمانی میں سالانہ اجلاس وفاتحہ ۴/۵ رنومبر کو

ہندوستان کی مشہور درسگاہ جامعہ رحمانی ومرکز اصلاح وتربیت خانقاہ رحمانی مونگیر میں سالانہ عظیم الشان اجلاس ۴ رنومبر ۲۰۱۷ بروز سنیچر منعقد ہوگا، جب کہ سالانہ فاتحہ ۵ رنومبر بروز اتوار رکھا گیا ہے، اس موقع پر مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے زیر سایہ ممتاز علماء کرام تشریف فرما رہیں گے، ایمانی جذبہ، دینی محبت اور اصلاح کا شوق رکھنے والے احباب ضرور شریک ہوں اور اکابر کے بیانات اور مواعظ سے فائدہ اٹھائیں، اس موقع پر عورتیں اور بچے ہرگز نہ آئیں۔

نسل پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان اور اسلامی تعلیمات

مولانا راحت علی صدیقی قاسمی

پوری دنیا نسلی تعصّبات کی آگ میں جھلس رہی ہے، بڑے چھوٹے، رنگ و نسل، ذات و برادری کا تعصب انسانیت کے لئے سم قاتل ثابت ہو رہا ہے، انسان انسان کا خون بہا رہا ہے اور اسے لائق فخر سمجھ رہا ہے، پوری دنیا میں اس نوعیت کے واقعات کی کثرت ہے، افریقہ، امریکہ، برطانیہ، آئرلینڈ جیسے ممالک بھی اس مرض میں مبتلا ہیں اور آئے دن کوئی نہ کوئی شخص نسلی تعصب کی نذر ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ رواج قدیم زمانے سے ہے، تاریخ کا مطالعہ اس دعویٰ کی تائید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ایک ماہر تیرانداز کو محض اس لئے اپنا انگوٹھا اور اپنا فن قربان کرنا پڑا چونکہ اس کا تعلق کمزور برادری سے تھا، آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان کا ایک طبقہ اپنے آپ کو بلند سمجھتا ہے اور دوسرے کو کمزور و کمتر، اسی احساس کی بنیاد پر ملک میں سینکڑوں واقعات رونما ہوتے ہیں اور ایک خاص طبقہ ظلم و ستم کا شکار ہوتا ہے، اسے زندگی کے جائز حقوق نہیں دئے جاتے، اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، اس کی آبرو سے کھلواڑ کیا جاتا ہے، کہیں آخری رسومات ادا کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی، کہیں عمدہ لباس زیب تن کرنے کا اختیار نہیں ملتا، کہیں پاس بٹھانا گوارا نہیں کیا جاتا، ملک کے ہر خطے میں دلتوں کی یہی صورت حال ہے، حالانکہ جنگ آزادی کے بعد جب ملک غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہوا اور بھیم راؤ امبیڈکر کی سربراہی میں ہندوستانی قوانین مرتب ہوئے تھے، تو یہ خیال پختہ ہو گیا تھا کہ اب ہندوستان نسلی برتری کی کج خیالی سے بھی آزاد ہو جائے گا اور ہر انسان کو اس کا حق دیا جائے گا۔ ذات برادری کے خانے مٹ جائیں گے، ہر ہندوستانی برابر مقام کا حامل ہوگا؛ لیکن آزادی کے ستر سال گذرنے کے بعد بھی یہ خیال خام ہی ہے اور آج بھی اس کو دلائل میسر نہ آسکے، آج بھی انسان ذات پات، اونچ نیچ کے خانوں میں بٹا ہوا ہے اور پوری شدت کے ساتھ اس رسم پر عمل پیرا ہے، اس خیال کو باقی رکھنے میں کسی کی جان چلی جائے تو بھی کوئی پروا نہیں کرتا، اپنے بے بنیاد خیالوں پر عمل پیرا ہے، حیدرآباد یونیورسٹی کا طالب علم روہت ومیلا اس کی زندہ مثال ہے اور آگے بڑھیئے تو جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے طالب علم رجنی کرش کی کہانی ہے، جس نے زندگی کو قربان کر دیا، اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور اپنے فیس بک اکاؤنٹ پر زمانے کو یہ بتا گیا کہ اس کی موت کی وجہ ذات برادری کے نام پر امتیازی سلوک ہے۔ یہ واقعات ملک میں موجود اس خیال کی ترجمانی کرتے ہیں، دو طالب علم ہندوستان کے دو ممتاز ادارے، قابلیت اور لیاقت حاصل کرنے کے باوجود ایک ایسے جرم کے مرتکب پائے گئے، جس میں ان کا کوئی دخل ہی نہیں ہے اور اس کی سزا انہیں اتنی بھیانک ملی کے زندگی ختم کرنے پر مجبور ہو گئے، اب اس سلسلہ میں مزید شدت آئی ہے، حالانکہ بی جے پی نے دلتوں کی حمایت کے دعوے کئے تھے؛ لیکن زمینی سطح پر تبدیلی نہیں آسکی اور دلتوں کا مقام بلند نہیں ہو سکا، انہیں عزت و مقام میسر نہیں آیا بلکہ سہارنپور میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا، جس نے سب کو متعجب و حیران کر دیا، سہارنپور کے گاؤں شبیر پور میں امبیڈکر کی مورتی لگانے پر ہنگامہ ہو گیا اور اس آگ میں پورا خطہ سلگ اٹھا، دلتوں پر مظالم کی انتہاء کر دی گئی اور انہیں اذیتیں دی گئیں، منظرنامہ کو دیکھیں تو کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے اور ذہن میں یہ خیال ابھرتا ہے، اس مرض کا علاج کیا ہے؟ اس خیال کو کیسے فنا کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے؟ کون سا نسخہ ہے جو اس لاعلاج بیماری کا خاتمہ کر سکتا ہے؟ کیا کیا جائے کس طرح لوگوں کے ذہنوں سے برتری کا نشہ اتارا جائے؟ تو اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات، قرآنی احکامات سب سے زیادہ موزوں نسخہ ہے جو تمام انسانوں کو اس شدید مرض سے شفایاب کر سکتا ہے، جہاں امتیاز رنگ و نسل پر نہیں بلکہ عقیدہ، اخلاق اور اعمال پر ہے، جس کے اخلاق اچھے ہیں، کردار بلند ہے، عقیدہ صحیح و سالم ہے، وہ بلند مقام کا حامل ہے، جو ان صفات سے عاری ہے، وہ اس مقام کا حامل نہیں ہو سکتا، کسی ذات کسی برادری اور کسی خطہ سے تعلق برتری کی بنیاد نہیں بن سکتا، تمام انسان خدا کے بندے ہیں، سب کی پیدائش ایک ہی کوکھ سے ہوئی ہے تو امتیاز چہ معنی دارد، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ کسی گورے کو کالے پر، کسی کالے کو گورے پر، کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، فضیلت اور برتری کا معیار انسان کی ذات نہیں، اس کا کردار ہے، اس کا عمل ہے، تقوی پرہیزگاری ہے، قرآن نے بھی اس کو واضح کیا ہے، ''اے لوگوں! تم سب کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا گیا ہے اور تم میں قبیلہ پہچان کے لئے بنائے گئے ہیں، اللہ کے نزدیک وہی معزز ہے، جو پرہیزگار ہو'' یہ آیت بھی اسلامی طرز عمل کو بتا رہی ہے اور یہ ثابت کر رہی ہے کہ انسان نام سے نہیں کام سے بڑا ہوتا ہے، اس کی عزت اس کا مقام اس کی برادری نہیں، اس کے اعمال طے کرتے ہیں، خدا نے ہر انسان کو معزز بنایا ہے، اچھی اور پاکیزہ غذا سے نوازا ہے، بصارت اور بصیرت عطا کی ہے، ہاتھ پاؤں اور ذہن و دماغ عطا کر کے عمل و تدبیر کا اختیار عطا کیا ہے، اسے تلقین کی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کرے، کائنات کے لئے نفع بخش ثابت ہو۔ چونکہ یہ کائنات اللہ کا کنبہ ہے، یہاں اگر کسی ایک شخص کو قتل کر دیا، یا ہلاک کر دیا تو پوری کائنات ہلاک کرنے کے برابر اس عمل کی شدت ہوگی اور سزا دی جائے گی، خدا کا یہی فرمان ہے اور قرآن کا یہی اعلان ہے، اس طرح اسلام انسان کے مقام اور اس کی عظمت کو بیاں کرتا ہے، ہر طرح کے تعصب کو ختم کرتا ہے، مگر مسلمان اس نسخۂ کیمیا کو لئے بیٹھے ہیں، کائنات کو اس سے واقف کراتے ہیں، نہ لوگوں کی آنکھوں پر پڑے تعصب کے دبیز پردوں کو چاک کرتے ہیں، دلتوں نے اپنے حقوق کی دہائی دیتے ہوئے، خود اسلام کو اپنانے کا اعلان کیا ہے۔ موقع ہے، وقت ہے، ضرورت ہے کہ ہم پوری کائنات کو اسلامی تعلیمات سے آشنا کرائیں حرمت انسان کے احکامات روشناس کرائیں، انسان کا مقام و مرتبہ سمجھائیں، اسلامی تعلیمات اور اسلامی احکات سے کائنات کو روبرو کرائیں، ذرائع کی کمی نہیں ہے، فیس بک، وہاٹس ایپ، ٹوئیٹر وغیرہ یہ وہ ذرائع جو ہر انسان کی دست رس میں ہیں اور ہر انسان آزاد ہے، وہ اپنے خیالات اپنے عقائد کا اظہار کر سکتا ہے، انسانیت کی عزت و حرمت کی داستان سنا سکتا ہے اور کائنات میں بہتی خون کی ندیوں کو روکنے میں معاون و مددگار ہو سکتا ہے اور سینکڑوں انسانوں کی دل جوئی کا باعث ہو سکتا ہے۔

بقیہ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم (رشتہ داری کا حق) رحمٰن (اللہ تعالی کا نام) سے مشتق ہے، یعنی اللہ کے نام رحمٰن کی رحمت کی یہ ایک شاخ ہے، اللہ تعالی نے اس رحم (یعنی حق رشتہ داری) کو مخاطب کر کے فرمایا، جو تم کو جوڑے گا اسے میں جوڑوں گا اور جو تم کو توڑے گا تو اس کو میں توڑ دوں گا، یعنی جو رشتہ و ناطہ کا خیال نہیں رکھے گا، اس کے حقوق ادا نہیں کرے گا، اللہ تعالی بھی اس سے اپنا تعلق ختم کر لے گا۔ عن أبي هريرة رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه و سلم قال إن الرحم شجنة من الرحمن فقال الله من وصلك وصلته و من قطعك قطعته (الصحيح للبخارى، باب من وصل وصله الله، رقم الحديث : ٥٦٤٢) سوچیئے اللہ تعالی جس سے اپنا تعلق ختم کر لے، اس کے لئے سوائے بربادی کے اور کیا ہوگا؟ اللہ تعالی کے اس فرمان سے اندازہ لگایئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنا کتنا سنگین جرم ہے، اس کے برعکس ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، چاہے ان کا اچھا و برا جو بھی برتاؤ ہو اپنا تعلق اللہ تعالی سے مضبوط بنانا ہے کہ اللہ تعالی ایسے شخص کو اپنا بنا لیتا ہے، اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہے، اوپر آیت کریمہ میں ایسے ہی لوگوں کو کامیاب قرار دیا گیا، فرمایا: ''اولئك هم المفلحون'' بس یہ شرط لازمی ہے کہ ہمارا یہ عمل ہر طرح کے ریا و نمود سے پاک ہو اور خالصۃً اللہ کی رضا کے لئے ہو اسی لئے اس آیت میں یہ قید لگا دی گئی کہ ''يريدون وجه الله'' وہ لوگ اس کے ذریعہ بس اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے لیے کام کرنے اور ریا و نمود سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اعلان مفقود الخبری

● **مقدمہ نمبر ۳۲/۱۲۲۲/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء مدرسہ فلاح المسلمین گوا پوکھر مدھوبنی) رخسانہ خاتون بنت محمد مصلح الدین مقام راجنگر بلہا ڈاکخانہ بلہا تھانہ راجنگر ضلع مدھوبنی۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد وکیل ولد محمد عبداللہ عرف عبدل نامعلوم۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عرصہ چھ سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر عدالت دارالقضاء مدرسہ فلاح المسلمین گوا پوکھر مدھوبنی میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں، اور آئندہ تاریخ پیشی ۱۰/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸/نومبر ۲۰۱۷ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۳۵/۱۹۵۵/۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء جامع العلوم مظفر پور) نغمہ پروین بنت محمد اکرم مقام مہراجی پوکھر بکری منڈی، ڈاکخانہ رمنا ضلع مظفر پور۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد شکیل (سبراتی) ولد محمد تسلیم مقام رام باغ چکما سو بدھا کالونی وارڈ نمبر ۳۸، ڈاکخانہ رمنا ضلع مظفر پور۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء جامع العلوم مظفر پور میں عرصہ تقریباً ۱۰/مہینہ سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی ۱۰/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸/نومبر ۲۰۱۷ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● **مقدمہ نمبر ۳۲/۶۹۳/۱۴۳۸ھ** (متدائرہ دارالقضاء کربلا ٹینک روڈ رانچی) شاہینہ پروین بنت عثمان قریشی مقام لاپور ڈاک خانہ ککرگڑھ تھانہ کوڑو ضلع لوہردگا۔ مدعیہ۔ بنام۔ احد قریشی ولد منصوع قریشی مقام باڑھو ڈاک خانہ کوکدورو تھانہ پٹھوریا ضلع رانچی۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہٰذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء رانچی میں سوا سال سے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور تاریخ پیشی ۱۰/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸/نومبر ۲۰۱۷ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں واضح رہے کہ عدم حاضری و عدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

جلد نمبر 65/55، شمارہ نمبر 42 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفسیٹ پریس دریا پور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEKENDING 30/10/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اپنی نظروں میں بھی لگے چھوٹا
آدمی اس قدر رذیل نہ ہو
(ام علی)

مشرق وسطی میں ایک نئی جنگ کا خطرہ

آصف جیلانی

کرد قوم جہاں ایک طرف اس قدر خوش قسمت ہے کہ اسے صلاح الدین ایوبی جیسے مرد مجاہد کی قیادت نصیب ہوئی، وہیں دوسری جانب اس قدر بدقسمت ہے کہ ایک طویل عرصہ سے چار ملکوں میں گھری ہوئی ہے اور اس قوم کو اپنا کوئی الگ مستقل آزاد وطن نصیب نہیں ہوسکا ہے۔ کردستان مشرق وسطی کے ایک جغرافیائی وثقافتی خطے کا نام ہے، جس میں کرد نسل کے باشندوں کی اکثریت ہے، کردستان شمالی اور شمال مغربی بین النہرین سے ملحقہ علاقے شامل ہیں، کردستان کے علاقے ترکی، شام اور عراق میں تقسیم شدہ ہیں، کچھ علاقے ایران میں بھی ہیں، کردستان کے لوگ ننانوے فی صد مسلمان ہیں اور اسلام سے ان کی وابستگی بہت زیادہ ہے۔

ایک سو سال پہلے جب پہلی عالمی جنگ کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ بکھری اور برطانیہ اور فرانس نے سایکس پیکوٹ سمجھوتہ کے تحت مشرق وسطی میں اپنے اپنے حلقہ اثر کے لئے مشرق وسطی کے حصے بخرے کیے تھے تو اس وقت کردوں کی آزاد خودمختار مملکت کے قیام کا وعدہ کیا گیا تھا؛ لیکن 1919 کے لویزان کے معاہدہ کے تحت اس وعدہ کے خلاف ورزی کرتے ہوئے کردوں کے حق خود ارادیت کو ٹھکرا کر کرد علاقے ترکی، عراق، شام اور ایران میں ضم کردئے گئے۔ عراقی کردستان نے جسے 1970 میں صدام حسین کے دور میں ایک سمجھوتہ کے تحت خودمختاری دی گئی تھی اور عراق کی جنگ کے بعد 2005 میں جہاں خودمختار حکومت قائم کی گئی تھی، 25 ستمبر کو آزادی کے ریفرینڈم کے انعقاد کو اعلان کیا ہے، جس پر اس بنا پر ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ نہ صرف عراق کی حکومت اس ریفرینڈم کے سخت خلاف ہے؛ بلکہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، ترکی، ایران، سعودی عرب، عرب لیگ، یورپی یونین اور اقوام متحدہ نے بھی اس اقدام کے خلاف علم مخالفت بلند کیا ہے، گو ان سب کے اپنے اپنے دلائل ہیں؛ لیکن مشترکہ طور پر ان کے بیانیے عراق کے پچاس لاکھ کردوں کو ان کے حق خودارادیت سے محرومی کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ ترکی اپنی جنوبی سرحد سے ملحق آزاد کردستان کے قیام کا اس بنا پر سخت مخالف ہے کہ وہ پہلے ہی اپنے ملک میں کردوں کی بغاوت کا سامنا کررہا ہے، پہلی عالمی جنگ کے بعد سے اب تک ترکی میں کردوں کی لگاتار چار بغاوتیں ہوچکی ہیں اور ترکوں نے کردوں کی آزادی کی تحریکوں کو بری طرح سے کچل دیا ہے۔ اسی بناء پر اسے خطرہ ہے کہ آزاد کردستان کے قیام سے ترکی کے کردوں کی بغاوت کو شہہ ملے گی، یہی وجہ ہے کہ ترکی نے اپنی فوج عراقی کردستان کی سرحد پر جمع کردی ہے اور پارلیمنٹ نے سرحد پار فوج استعمال کرنے کی بھی منظوری دے دی ہے، ایران جسے عراق کی جنگ کے بعد تہران سے لے کر لبنان تک اپنے اثر کا کوریڈور ملا ہے، آزاد کردستان کو سد راہ تصور کرتا ہے اور اس کا ہر قیمت پر تحفظ چاہتا ہے۔ ایران کسی صورت میں اپنی سرحد پر ایک آزاد کردستان برداشت نہیں کرے گا۔ ایران میں واقع کردستان میں 1979 میں انقلاب کے بعد بڑے پیمانہ پر بغاوت بھڑک اٹھی تھی اور کردوں نے حلبجہ اور ویران پر قبضہ کرلیا تھا؛ لیکن پاس داران انقلاب نے اس بغاوت کو کچل دیا تھا، ایرانی کردستان کو کوئی خودمختاری حاصل نہیں؛ بلکہ محض ایک صوبہ کی حیثیت ہے۔ آزاد کردستان کے قیام سے، عراق کو اپنا اتحاد منتشر ہونے کا خطرہ ہے، حالانکہ عراق میں 1922 سے 1924 تک کردستان کی مملکت رہی ہے؛ لیکن جب عراق میں بعث پارٹی برسراقتدار آئی تو یہ مملکت صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ عراق کسی صورت میں ایران سے اپنا براہ راست رابطہ منقطع نہیں ہونے دینا چاہے گا۔ شمالی عراق میں آزاد کردستان کی مملکت کے قیام سے بلاشبہ یہ رابطہ منقطع ہوجائے گا، پھر عراقی حکومت کسی صورت میں تیل سے مالا مال کرکوک کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی ہے۔ تیل کے علاوہ کرکوک اس بناء پر متنازعہ علاقہ ہے کہ یہ خالص کردوں کا علاقہ نہیں ہے، یہاں ترکمان بھی رہتے ہیں اور عرب بھی آباد ہیں۔

مبصرین یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا چومکھی مخالفت کے باوجود آزاد کردستان اپنا وجود برقرار رکھ سکے گا؟ کردستان، چاروں طرف سے خشکی میں گھرا ہوا ہے اور چونکہ اسے اپنی معیشت کے لئے کرکوک کے تیل پر دارومدار کرنا پڑے گا اس لئے اسے اپنے کسی پڑوسی سے تیل کی برآمد کی راہ کے لئے سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ ایک ملک جس کی طرف مدد کے لئے کردستان دیکھ سکتا ہے، وہ اسرائیل ہے، جس نے سب سے پہلے عراقی کردستان کا تیل خریدا تھا۔ گو اسرائیل کے بیشتر سیاست دان کھلم کھلا آزاد کردستان کے قیام کی حمایت کرتے ہیں؛ لیکن اسرائیلی حکومت پراسرار طور پر خاموش ہے اور کسی واضح موقف کا اظہار نہیں کیا ہے، اسرائیلی مبصرین کی رائے ہے کہ آزاد کردستان کئی اعتبار سے اسرائیل کے لئے فائدہ مند رہے گا، سب سے پہلے تو آزاد کردستان، ایران اور شام کے درمیان رابطہ میں رکاوٹ ثابت ہوگا اور نہ صرف ایران کے لئے دردسر ثابت ہوگا؛ بلکہ ترکی، عراق اور شام کے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوگا۔ شام کے تئیں اس وقت اسرائیل کا جو حریفانہ رویہ ہے، اس کے پیش نظر اسرائیل، شام کی پریشانی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا۔ یہ بات اہم ہے کہ اسرائیل کے تاجروں کو اس وقت عراقی کردستان کے دارالحکومت اربیل میں کھلے دل سے پذیرائی حاصل ہے اور اسرائیل کو توقع ہے کہ ترکی کے ساتھ سفارتی تعلقات کی بحالی کے بعد اس کے ترکی سے روابط بڑی تیزی سے استوار ہوں گے اور اس صورت میں اسرائیل ترکی کے راستے آزاد کردستان کا تیل آسانی سے درآمد کرسکے گا۔ آزاد کردستان کے جال میں اسرائیل کے الجھاؤ سے خطرہ ہے کہ اس پورے علاقہ میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہوں، جب کہ ان تمام ملکوں سے جن میں کرد قوم گھری ہوئی ہے، پہلے ہی تفرقے اور مسائل ہیں اور بلاشبہ عراقی کردستان میں آزادی کے ریفرنڈم کے نتیجے میں حالات دگرگوں ہوں گے اور مشرق وسطی میں ایک نئی جنگ بھڑک اٹھے گی۔ عراق میں تعینات اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے کا کہنا ہے کہ عراقی علاقے کُردستان کی قیادت کا خودمختاری کے لئے ریفرنڈم کرانے کا فیصلہ قانونی نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس حوالے سے تمام اختلافات کو باہمی مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے، انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ بغداد اور اربیل کے درمیان موجودہ اختلافات کا پُرامن حل کی خواہاں ہے، عراقی خطے کُردستان میں ریفرنڈم کا انعقاد قانونی نہیں؛ کیونکہ عراق کے آئین میں ایسے ریفرنڈم کرانے کا حوالہ نہیں دیا گیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ عراق میں کسی بھی طرح کی آئینی تبدیلی یا ریفرنڈم جیسا اقدام بالکل عراقی قانون کے تحت ہونا چاہئے، جو کہ نہیں ہوا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کُردستان کے مسئلے بالخصوص بغداد اور اربیل کے درمیان اختلافات کو باہمی مذاکرات کے ذریعے حل کرنے پر زور دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ عراقی علاقے کُردستان کی حکومت کا ایک اعلی سطح وفد گزشتہ کئی دنوں سے بغداد کے دورے پر ہے اور اب تک وفد کے اراکین نے وزیراعظم حیدر العبادی کے علاوہ عراقی صدر فواد معصوم اور عراق کی قومی اتحاد جماعت کے سربراہ سید عمار حکیم کے ساتھ ملاقاتیں کیں، کردستان کے وفد نے بغداد میں ایران اور امریکہ کے سفیروں کے ساتھ بھی علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں، ایرانی سفیر ''ایرج مسجدی'' نے کرد وفد کے ساتھ اس ملاقات میں بغداد اور اربیل کے درمیان موجودہ اختلافات کو باہمی مذاکرات اور بات چیت کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا، عراقی کردستان کے قائد مسعود برزانی نے اس بات پر سخت تعجب کا اظہار کیا ہے کہ امریکا اور برطانیہ نے آزادی کے ریفرنڈم کی مخالفت کی ہے، جب کہ اب تک امریکہ کردستان کے تیل کی دولت کے پیش نظر آزاد کردستان کا حامی تھا اور داعش کی سپاہ کے خلاف جی داری سے لڑنے کی بنا پر کرد پیش مرگہ پر امریکیوں کا دست شفقت تھا۔ فرانس، برطانیہ، یورپی یونین اور اقوام متحدہ کا استدلال ہے کہ آزاد کردستان کے قیام سے مشرق وسطی میں عدم استحکام پیدا ہوگا۔